ہفت روزہ
رازدان
کراچی

تاریخ ساز خاندان

قیمت
۴ روپے

ساعتِ جہد

مصطفیٰ زیدی نے

(شہرِ آزر سے)

دیکھنا اہلِ جنوں ساعتِ جہد آ پہنچی
اب کوئی نقش بدیوار نہ ہونے پائے

اب کے کھل جائیں خزانے نفسِ سوزاں کے
اب کے محرومیٔ اظہار نہ ہونے پائے

یہ جو غدار ہے اپنی ہی صفِ اوّل میں
غیر کے ہات کی تلوار نہ ہونے پائے

یوں تو ہے جوہر گفتار بڑا وصف مگر
وجہ بیماری کردار نہ ہونے پائے

دشت میں خون حسین ابن علی بہ جائے
بیعت حاکمِ کفار نہ ہونے پائے

یہ نئی نسل اس انداز سے نکلے سر رزم
کہ مورخ کی گنہ گار نہ ہونے پائے

مدیران:۔ آغا مسعود حسین
قیصر ادیب

مدیر اعلیٰ:۔ افسر آزر

مدیر معاون:۔ مدثر مرزا

سرکولیشن:۔ چوہدری اقبال نذیر

۶ فروری ۱۹۷۹ء

ہفت روزہ رازداں کراچی

جلد ۹ ــــــ شمارہ ۳ ـ ۴

اس شمارے میں

جماعت اسلامی نے خمینی کے جعلی نمائندوں کا ڈرامہ کیسے کھیلا
سپریم کورٹ کے فیصلے سے قبل افواہیں کس کی سازش ہیں
پاکستان کے ساڑھے تین سو ٹینک کہاں گئے
اسلامی نظام کے نفاذ میں کیا کیا رکاوٹیں ہیں
پیپلز پارٹی قومی یک جہتی کی علامت ہے
سیاسی رہنماؤں کے بیانات کا تجزیہ
پاکستان کو بحرانوں کے ہلال میں کیوں شامل کیا گیا
ایران کی صورتحال پر ایک سفارتی مبصر کا تبصرہ
ملک بلوالستان کی کہانی
ہمارے سیاست دان جن کو سیاستدان کہتے ہوئے شرم آتی ہے
مختلف اضلاع کے نمائندوں کی رپورٹیں
اور دیگر تمام مستقل سلسلے

دفتر انتظامیہ

بی ۔ ۲۰ ۔ عابد اسکوائر بلاک نمبر ۷
فیڈرل بی ایریا ۔ کراچی ۔ ۳۸

بدل اشتراک

قیمت فی کاپی ۔ ۴ روپے
سالانہ ۵۲ شمارے ۱۸۶ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے ۹۳ روپے

ایڈیٹر پبلشر قیصر ادیب صدیقی نے انجمن پریس کراچی سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ رازداں ۱۵۹/۲ اے ایریا لیاقت آباد کراچی سے شائع کیا ٹیلی فون:۔ ۴۱۷۰۰۵

اداریہ

امڈتے طوفان اور ہم

ایک مرتبہ پھر شور مچانے کو جی چاہتا ہے

لیکن ہم بہت ڈرے اور سہمے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ہمارے سروں پر پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈی نینس کی تلوار لٹکی ہوئی ہے اگر یہ تلوار نہ لٹکی ہوتی تو ہم واضح الفاظ میں بتاتے کہ اسوقت ہمارے پیارے وطن ، پیارے پاکستان ۔ ہمارے آباؤ اجداد کی طویل اور بے مثال قربانیوں کا حاصل پاکستان ۔۔۔ نواب سراج الدولہ سلطان ٹیپو ، تیتو میر ، جنرل بخت خان ، ہوش محمد شیدی ، مولانا محمد اسماعیل شہید ، سید احمد بریلوی شہید سر سید احمد خان مولانا محمد علی جوہر ، مولانا حسرت موہانی علامہ اقبال ۔ نواب بہادر یار جنگ ، قائد اعظم اور لیاقت علی خان جیسے عظیم مجاہدین اور قائدین اور ان کی رہنمائی میں برصغیر کے مسلمانوں کی عزت ، عظمت اور آزادی کے لئے لڑنے اور مرنیوالے لاکھوں افراد کی جانی اور مالی قربانیوں کا حاصل پاکستان ۔۔۔ اور میر جعفر ، میر صادق ، الٰہی بخش ، مولانا حسین احمد مدنی ، مولانا ابوالکلام آزاد خان عبدالغفار خان ، علامہ مشرقی ، مولانا مفتی محمود اور مولانا مودودی جیسے افراد کی تمام تر ریشہ دوانیوں مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود قائم ہونیوالا ملک پاکستان ۔ کیپٹن سرور ، میجر طفیل ، میجر عزیز بھٹی ، میجر اکرم ، راشد منہاس ، سوار محمد حسین لانس نائیک محفوظ اور میجر شبیر شریف جیسے نشان حیدر پانیوالے آٹھ عظیم شہیدوں اور ان کے ساتھ وطن کی آن کی خاطر موت کو گلے لگا کر جام شہادت نوش کرنیوالے ہزاروں افراد کی قربانیوں کے طفیل باقی بچ جانیوالے موجودہ پاکستان ۔ پر کیسے کیسے داخلی اور خارجی شیخ مجیب الرحمان دانت لگائے بیٹھے ہیں

پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈی ننس کا حال عجب ہے اگر خدانخواستہ ہم مولانا مفتی محمود کا انٹرویو لیں تو یقیناً ان سے یہ اگلوالیں گے کہ وہ اب بھی قیام پاکستان کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ ماضی میں کہتے چلے آئے ہیں اور اس بات پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کریں گے کہ اس گناہ میں ان کے ہاتھ آلودہ نہیں ہیں ۔ یقین جانیئے کہ مولانا مفتی محمود پاکستان کے بارے میں اپنی یہ بکواس کرنے کے بعد بھی آج کی طرح دندناتے پھریں گے ، پاکستان کی لوٹ کھسوٹ کے بارے میں ولی خان انگلستان کے اخبارات میں مضمون چھپوائیں گے مگر انہیں معافی مل جائے گی ۔ سپریم کورٹ انہیں غدار قرار دے گا مگر وہ محترم گردانے جائیں گے اور اگر ہم پاکستان کے بارے میں ولی خان کے اصل عزائم خود انہی کے انٹرویو کے ذریعہ شائع کردیں تو ہم معتوب ٹھہرے ۔ ہمارے پرچے کو بند بھی کر دیا جائے گا جو ایک طرح سے ہماری روزی کا وسیلہ بھی ہے اور جس کے ذریعہ ہم عوام اور خواص کو یہ بھی بتلاتے ہیں کہ کیا طوفان اس ملک پر آنیوالا ہے اگر آنیوالے خطرات کی نشاندہی اتنا ہی بڑا جرم ہے تو ہم کہتے ہیں کہ محکمہ موسمیات اور محکمہ ارضیات کو بھی بند کر دیا جائے کہ وہ لوگوں کو آنیوالے طوفانوں ، سیلابوں اور زلزلوں کے خطرات سے آگاہ کرتے ہیں اگر ان محکموں کا وجود اس لئے برداشت کر لیا جاتا ہے کہ وہ عوام کو آنیوالے خطرات سے آگاہ کرتے ہیں تاکہ وہ بچاؤ کی تدابیر کرسکیں تو حکومت کو رازداں اور اس جیسے دوسرے اخبارات ورسائل کے وجود کو بھی خوشدلی سے برداشت کر لینا چاہیئے کیونکہ وہ بھی در اصل ان سازشوں اور طوفانوں کی اطلاع دینے کی کوشش کرتے ہیں جو ملک کے خلاف امڈ رہے ہوتے ہیں ان کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہ حکومت کے خلاف منافرت پھیلائیں بلکہ یہ ہوتا ہے کہ آنیوالے خطرات سے نمٹنے کے انتظامات کر لئے جائیں ۔ اگر طوفان ، آندھیوں ، سیلابوں اور زلزلوں کی پیش گوئیوں کو ملک کے خلاف محکمہ موسمیات اور محکمہ ارضیات کی بدگوئی اور بدخواہی تصور نہیں کیا جاسکتا تو اخبارات اور جرائد کی پیش گوئیوں کو کیوں کر بدگوئی اور بدخواہی پر محمول کیا جاسکتا ہے ۔ اگر محکمہ موسمیات اور محکمہ ارضیات کی پیش گوئیاں عوام کو مشتعل ، مایوس ، اور حکومت سے متصادم نہیں کرتیں تو اخبارات کے تجزیوں اور پیش گوئیوں پر کیوں یہ حکم لگا دیا جاتا ہے اس کے لئے صرف مثبت انداز فکر کی ضرورت ہے ۔ اگر اس بات اب بھی سمجھ میں نہیں آتی تو "ٹائم" اٹھا کر بحرانوں کا ہلال پڑھ کر دیکھیئے ۔ اس مضمون میں اس امریکی جریدے نے کارٹر انتظامیہ پر

کتنی لے دے کی ہے مگر اس کی تنقید اور نکتہ چینی سے کارٹر انتظامیہ نہیں بوکھلائی نہ ٹائم کو اظہار وجوہ کا نوٹس دیا نکسن کے زوال کا سبب واشنگٹن پوسٹ کے دو نوجوان صحافی بنے کیا نکسن اتنا بے وقوف تھا کہ اس نے واشنگٹن پوسٹ کو بند کرنے اس کے دونوں صحافیوں کو پابند سلاسل کرنے کی بجائے خود صدارت سے مستعفی ہونا پسند کیا۔ نہیں۔ یہ نکسن کی عظمت تھی۔ غلطی کا اعتراف کرنیوالے عظیم ہوتے ہیں۔ مسٹر نکسن صاحب نے پہلے صدارتی انتخاب میں ناکامی کے باوجود اپنے مشیروں کا یہ مشورہ نہیں مانا تھا کہ وہ انتخابات کے نتائج تسلیم نہ کریں اور انتخابی نتائج کو چیلنج کریں کیونکہ ان میں دھاندلیاں ہوئی تھیں۔ اور نکسن نے کہا تھا کہ وہ یہ راہ اختیار کر کے امریکی جمہوریت کو کمزور کرنا نہیں چاہتا، مگر ہمارے ہاں ۷۷ء میں کیا ہوا کیا تماشہ کھیلا گیا۔ دنیا نے دیکھا۔ جن لوگوں نے اس ملک کو تماشہ بنایا۔ اب وہی اس ملک کے مائی باپ بنے بیٹھے ہیں۔ مفتی محمود سے لے کر خان اشرف بلکہ سردار قیوم تک کسی کو ذرا سی بھی تو شرم نہیں اپنے اس عمل پر اس کے برعکس نہایت ڈھٹائی سے خود کو پارسا، اصول پرست اور نہ معلوم کیا کیا قرار دیتے ہیں

ہمارے تمام مسائل کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہمارے حکمران اختلاف رائے کرنیوالے ہر شخص کو مملکت کا دشمن تصور کر لیتے ہیں۔ خود حب الوطنی کے ٹھیکیدار بن کر ہر اس شخص کو لائق تعزیر سمجھتے ہیں جو ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا۔ وہ لوگ جو آج کے دور کو خلفائے راشدین کا دور قرار دیتے ہیں۔ غریب بڑھیا کو یہ حق دینے کو تیار نہیں کہ وہ امیر المومنین کی بات یہ کہہ کر سننے سے انکار کر دے کہ امیر المومنین کے پاس لباس کے لئے زائد کپڑا کہاں سے آیا ہے

بات صرف اتنی ہے کہ ہمارے حکمران اپنے پریس کو پابند بنا کر یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دنیا کا منہ بند کر دیا ہے۔ مگر حقیقت یہ نہیں ہے آج کی دنیا بہت سکڑ گئی ہے۔ آپ اپنے ملک کے اخبارات کا گلا گھونٹ دیجئے، مگر دنیا کے اخبارات کا بھی گلا گھونٹ دیں تو ہم جانیں دنیا کے اخبارات ہمارے ملک اور ہماری حکومت کے بارے میں کیا لکھ رہے ہیں۔ کیا کیا مضحکہ اڑا رہے ہیں اگر ہم باضمیر ہوں حساس ہوں تو مارے شرم کے ڈوب مریں۔ دوسرے ہم پر انگشت نمائی اس لئے کرتے ہیں کہ ہم نے خود کو تماشہ بنالیا ہے۔ اگر ہم کبھی یہ سوچنے کی زحمت بھی اٹھالیں کہ بیرونی اخبارات کیوں ہماری ملی اور قومی زندگی کے مستقبل کے بارے میں بدگوئیاں کرتے رہتے ہیں تو شاید ہم اپنی بہت سی خامیاں دور کرلیں

اس تمام تلخ نوائی کے بعد اور اس اعتماد کے ساتھ کہ بہرے کانوں پر کوئی آواز اثر نہیں کرتی ہم پھر شور مچا رہے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ہم پھر یہی کہیں گے کہ جس طرح محکمہ موسمیات آثار اور حالات کو دیکھ کر آنیوالے موسم کے بارے میں پیش گوئی کرتا ہے اسی طرح اخبارات و جرائد بھی ماضی کے واقعات اور حال کی تبدیلیوں سے ان نتائج کو اخذ کرتے ہیں جو مستقبل میں مرتب ہوتے ہیں

ہم نے دیکھا ہے کہ روس اور بھارت میں دوستی اور تعاون کا معاہدہ ہوا تو مشرقی پاکستان گیا روس اور ایتھوپیا میں دوستی اور تعاون کا معاہدہ ہوا تو صومالیہ پر کیا افتاد پڑی۔ روس اور ویت نام میں ایسا ہی معاہدہ ہوا تو کمبوچیا میں حالات نے کیا کروٹ لی۔ ایران میں امریکی اثر و نفوذ کے ختم ہونے کے بعد حالات کیا رخ اختیار کریں گے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ۷۱ء میں مشرقی پاکستان میں جماعت اسلامی اور مسلم لیگ کی غیر نمائندہ حکومت کے قیام سے وہاں کے عوام میں کتنی بے چینی پھیلی۔ یہ سب ماضی کی باتیں ہیں ان کے نتائج ہمارے سامنے ہیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ روس اور افغانستان میں بھی دوستی اور تعاون کا معاہدہ ہوچکا ہے۔ پاکستان کی سول حکومت پر مشرقی پاکستان کی طرح بنیادی طور پر جماعت اسلامی اور مسلم لیگ کا غلبہ ہے۔ باقی پارٹیاں محض رسمی طور پر شریک ہوئیں ان کے نتائج کیا ہوں گے۔ ہمیں ماضی سے سبق لینا چاہیئے

جان لیجئے کہ داخلی اور خارجی مجیب الرحمٰن اس ملک کی گھات میں لگے بیٹھے ہیں۔ صرف قرطاس ہائے ابیض کی اشاعت یا ٹی وی پر یکطرفہ پروپیگنڈے اور فدوی اخبارات کی جی حضوری سے حالات ٹھیک نہیں ہونگے۔ حالات سدھارنے کے لئے۔ خطرات سے نمٹنے کے ہمیں ٹھوس اقدامات کرنے کی ضرورت ہے اور اس سلسلے میں پہلا ٹھوس، مثبت اور بنیادی اقدام یہ ہوگا کہ بے سود پروپیگنڈے کی بجائے اس ملک میں عام انتخابات کرا کے اقتدار عوامی نمائندوں کو منتقل کر دیا جائے

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یحیٰی خان نے بہت دیر میں وقت نکلنے کے بعد اقتدار منتقل کیا تھا

افسر اکبر

جماعت اسلامی امریکہ کے اراکین

خمینی کے پیغامبر کیسے بنے

جس پیغام کا اتنا چرچا ہے، جماعت اسلامی یا اُس کے مخبر اخبارات اس کا متن کیوں نہیں چھاپتے؟

کراچی میں ایرانی قونصل کے ایک انتہائی ذمہ دار افسر نے نمائندۂ "راز داں" کو بتایا ہے کہ پاکستان میں جو دو افراد بیرس سے حضرت آیت اللہ روح اللہ خمینی کا پیغام لے کر آئے تھے، وہ آیت اللہ خمینی کے نمائندے نہیں تھے اور نہ ہی ان کا تعلق ایران کی موجودہ تحریک سے ہے۔ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اگر آیت اللہ خمینی پاکستان میں کوئی پیغام بھیجتے تو وہ جنرل ضیاء الحق کے نام ہوتا نہ کہ مولانا مودودی کے جو کہ شیعوں کی نظر میں خارجی ہیں بلکہ خود مولانا مودودی شیعوں کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے

دریں اثناء لاہور سے نمائندہ "رازداں" نے خبر دی ہے کہ آیت اللہ خمینی کے نام نہاد نمائندے خفیہ طور پر ملک سے فرار ہو گئے ہیں کیونکہ پاکستان کے شیعوں کو اب یہ یقین ہو چلا ہے کہ یہ دونوں آدمی فراڈ تھے ان کا نہ تو آیت خمینی سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی وہ ان کا کوئی پیغام لے کر آئے تھے۔ اس نمائندے نے مزید لکھا ہے کہ یہ ڈرامہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت امریکہ میں جماعت اسلامی کے کارندوں نے جماعت اسلامی کی لابی کی مدد سے تیار کیا تھا تاکہ پاکستان میں مولانا مودودی کی گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا جا سکے چنانچہ جماعت اسلامی امریکہ نے ان دونوں نمائندوں کے سفر کے تمام اخراجات برداشت کئے اور انھیں ہدایت کی وہ پاکستان میں سیدھے "جنگ" اخبار کے ایگزیکٹیو ایڈیٹر سے ملیں جو کہ جماعت اسلامی کے رکن ہیں چنانچہ ان دونوں نے کراچی پہنچکر اسی ہدایت کے تحت جنگ کے ایگزیکٹیو ایڈیٹر سے ملاقات کی جس نے ان کا انٹرویو طمطراق سے شائع کیا اور مولانا مودودی کے پیغام کا انکشاف کیا لاہور میں جماعت اسلامی نے ان افراد کا جس طرح استقبال کیا اس سے اس ڈرامے کا پول کھل جاتا ہے جو مولانا مودودی کو پاکستانیوں کی نظر میں اونچا کرنے کے لیے رچایا گیا تھا۔ نیز ان دونوں جعلی نمائندوں نے جس طرح متضاد باتیں کی ہیں اس سے جماعت اسلامی کا یہ ناٹک زیادہ موثر ثابت نہیں ہو سکا۔ چنانچہ اس صورتحال کے پیش نظر یہ دونوں نمائندے گھبرا کر اچانک ملک سے باہر چلے گئے۔ پاکستان کی وزارت خارجہ نے جب ان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تو ان دونوں کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ علامہ نجفی نے اخبار جنگ کو یہ بیان ہرگز نہیں دیا تھا کہ انجینئر محمد اور ڈاکٹر کمال حضرت آیت اللہ روح اللہ خمینی کے حقیقی نمائندے ہیں۔ بلکہ جب انھوں نے اخبار جنگ میں اپنا بیان پڑھا تو انھوں نے اسکی تردید کرنے کی کوشش کی، لیکن جنگ کے ایگزیکٹیو ایڈیٹر نے تردید شائع کرنے سے انکار کر دیا۔

اس بھونڈے ڈرامے کا سب سے حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ پاکستان کے شیعوں میں بھی مولانا مودودی ایک خارجی تصور کئے جاتے ہیں اور یہ سواد اعظم بھی انھیں اپنا مذہبی رہنما تسلیم نہیں کرتے جبکہ جماعت اسلامی میں شیعہ حضرات کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے جب ان جعلی نمائندوں نے آیت اللہ خمینی کا پیغام مولانا مودودی تک پہنچایا تو پاکستان کے شیعوں میں حیرت اور تاسف کے ملے جلے جذبات پائے جاتے تھے۔ چنانچہ جب انھوں نے اصل حقائق کی چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ یہ سارا محض ڈرامہ تھا جو جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ نے تیار کیا تھا۔

کراچی کے سیاسی حلقوں میں اس سلسلے میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ جماعت اسلامی نے اس بھونڈے ڈرامے کا اہتمام مولانا شاہ احمد نورانی کو نیچا دکھانے کے لیے رچایا تھا، لیکن واقعہ یہ کہ ڈرامہ چل نہیں سکا اور جماعت اسلامی بری طرح ایکسپوز ہو گئی۔

دریں اثناء ان نمائندوں کے لائے ہوئے پیغام کا متن نہ تو جماعت اسلامی نے جاری کیا اور نہ ہی ان نمائندوں نے بتایا اس کے علاوہ جماعت اسلامی کے حامی اخبارات جنہوں نے ان نمائندوں کی آمد کی خبر کو شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیا تھا وہ بھی آقائے خمینی کے اس مبینہ پیغام کا متن عوام کو نہ بتا سکے۔

> شیعہ حضرات کو دام میں پھنسانے کیلئے جماعت اسلامی کا تازہ دام بودا ثابت ہوا

بھٹو کی اپیل کے فیصلے سے قبل نت نئی افواہیں

خوف و ہراس پھیلانے کیلئے جماعت اسلامی کی نئی پروپیگنڈا مہم

جماعت اسلامی کے نزدیکی ذرائع سے نمائندہ رازداں کو معلوم ہوا ہے کہ یہ جماعت اپنے کارکنوں کے ذریعہ کراچی، اسلام آباد اور لاہور میں زبردست پروپیگنڈا کرا رہی ہے جس کے ذریعہ ہمارے عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ سپریم کورٹ جناب بھٹو کو پھانسی کا فیصلہ صادر کرے گی چنانچہ جماعت اسلامی کے سرکردہ رہنما ہر جگہ عوام کو سپریم کورٹ سے متعلق اس قسم کی باتیں کر کے نہ صرف انہیں گمراہ کر رہے ہیں بلکہ ان میں خوف و ہراس پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مثلاً کراچی میں جماعت اسلامی کے ایک تنخواہ دار ملازم منور حسن نے حال ہی میں اپنے کارکنوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ عوام کو یہ بتائیں کہ جناب بھٹو کو پھانسی ہونیوالی ہے جس کے نتیجہ میں کراچی شہر میں جلد کرفیو نافذ ہونیوالا ہے اس لئے عوام کھانے پینے کی اشیاء جمع کر لیں۔ اس گمراہ کن مہم کی وجہ سے کراچی کے عوام میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے اور وہ کھانے پینے کی اشیاء جمع کر رہے ہیں اس کے ساتھ ہی جماعت اسلامی نے اپنے کارکنوں کو یہ بھی تلقین کی ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے ججوں کے علاوہ فوجی حکومت کے نگران جناب ضیاء الحق کو بڑی تعداد میں تار روانہ کریں جسمیں جناب بھٹو کو پھانسی دینے کا مطالبہ کیا جائے۔ چنانچہ جماعت اسلامی کے کارکن بڑی تعداد میں فرضی ناموں سے عبوری حکومت اور سپریم کورٹ کے ججوں کو تار روانہ کر رہے ہیں

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جماعت اسلامی ملک کی وہ واحد سیاسی جماعت ہے جس نے اپنے کرائے کے قاتلوں سے مشرقی پاکستان میں نہتے مسلمانوں کو قتل کرایا جنرل یحییٰ کی حکومت کو فوجی ایکشن کا مشورہ دیا اور مشرقی پاکستان کے مسلمانوں کو سنگینیں مار مار کر پاکستان سے جبراً علیحدہ کیا۔ اسوقت بھی یہ جماعت فوجی حکومت کو یہ مشورہ دے رہی ہے کہ جناب بھٹو کو طبعی طور پر سیاسی مطلع سے ہٹا دیا جائے اور اگر اس ملک میں گڑبڑ ہوگی تو جماعت اسلامی سنبھال لے گی حالانکہ یہ حقیقت اپنی جگہ ناقابل تردید ہے کہ جماعت اسلامی کراچی میں صرف لیاقت آباد، ڈرگ روڈ اور ناظم آباد کے محدود مہاجرین میں مقبول ہے ورنہ ہر جگہ یہ اقلیتی جماعت ہے جس کا اسلام بھی اپنا علیحدہ ہے

فوجی حکومت کے سامنے دو اہم مسائل

• بھٹو کے مقدمہ کے فیصلے کے نتائج سے نمٹنا

• اسلام کو معاشرے میں عملی طور پر نافذ کرنا

باخبر سیاسی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے تاریخی مقدمے کا فیصلہ تقریباً قلم بند ہو چکا ہے اور اُمید ہے کہ اسکا اعلان بارہ ربیع الاول سے پہلے پہلے کر دیا جائے گا یہ فیصلہ جو کئی سو صفحات پر مشتمل ہے آئندہ ایک قانونی اور حوالے کی ایک دستاویز کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ قطع نظر اس کے کہ فیصلہ کیا ہوگا، لیکن سپریم کورٹ کے تمام جج ایک دوسرے سے روزانہ ملاقاتیں کرتے ہیں اور کبھی کبھی گھنٹے مقدمے کی تمام باریکیوں پر تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ ان ججوں کو حکومت کی جانب سے حفاظتی انتظامات مہیا کئے گئے ہیں اور حال ہی میں ان پر حفاظتی انتظامات مزید سخت کر دیئے گئے ہیں فیصلہ لکھنے والے اسٹنو گرافرز پر نہ صرف حفاظتی انتظامات ہیں۔ بلکہ ان کے آمد و رفت کی نگرانی بھی کی جاتی ہے۔

اسلام آباد کے باخبر ذرائع نے نمائندہ رازداں کو بتایا ہے کہ قطع نظر جناب بھٹو کی قسمت کا کیا فیصلہ ہوتا ہے، لیکن دائیں بازو کے عناصر نے جناب بھٹو کو پھانسی دینے کا مطالبہ بڑے زوروں پر اُٹھا رکھا ہے۔ لاہور اور کراچی سے شائع ہونے والے بہت سے اخبارات نے اس ضمن میں پہلے ہی سے بڑی بڑی سرخیاں لکھوا کر تیار کر لی ہیں۔ تاکہ جیسے ہی فیصلے کا اعلان ہو وہ سب سے پہلے اخبارات مارکیٹ میں لے آئیں۔ اس سلسلے میں اخبارات اور پرنٹرز کے درمیان ایک سمجھوتہ بھی ہو چکا ہے۔

اسلام آباد کے سفارتی ذرائع نے نمائندہ "رازداں" کو بتایا ہے کہ فوجی حکومت کو اس وقت دو سب سے بڑے اہم مسائل کا سامنا ہے۔ پہلا یہ کہ جناب بھٹو کو کسطرح سیاسی مطلع سے ہٹایا جائے اور دوسرا یہ کہ اسلام کے تمام تقاضوں کو کس طرح معاشرے میں عملی طور پر نافذ کیا جائے۔ کیونکہ پاکستان جیسے معاشرے میں جہاں جاگیردارانہ اور قبائلی نظام بدرجہ اتم موجود ہے، وہاں اسلام کے تمام تقاضوں کو عملی طور پر نافذ کرنا جوئے شیر کے لانے کے مترادف ہے یہی وجہ ہے کہ فوجی حکومت نے سود معاف کرنے کے لئے صرف پندرہ گریڈوں کا سہارا لیا جبکہ اسلام میں اس قسم کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں کوئی چیز قسط وار اور کسی مرضی یا ایما کے تابع نہیں ہوتی ہے۔

پاکستان کے ۳۵۰ ٹینک ایران میں پھنس گئے

اپنے خون پسینے سے کمایا ہوا اور دور اندیشی سے بچایا ہوا

فارن ایکسچینج

فضول خریداری پر ضائع نہ کیجئے

بہت کم مدت میں زیادہ منافع بھی کمایئے

اور اپنے وطن کی مالی حالت مضبوط بنایئے

یہی رقم

آپ کو دوبارہ پاکستان میں آباد ہوتے وقت کام آئے گی

یورپ اور عرب ممالک میں آباد ایجنٹوں کی ضرورت ہے

ہمیں خط لکھ کر مفت مشورہ طلب کریں

روٹافیگ لمیٹڈ

پہلی منزل، اولڈ بینک آف انڈیا بلڈنگ،
ایم اے جناح روڈ کراچی

ٹیلیفون: 8- 10137 212237
ٹیکس: ANJM- PK 23650 تار کا پتہ: TRASFI

RT-8-78

Ravi-Delmon Ltd.

موجودہ فوجی حکومت کے قریبی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے ساڑھے تین سو ٹینک جو مرمت کے لئے ایران بھیجے گئے تھے وہاں پھنسے پڑے ہیں اور ہنوز ان کی مرمت نہیں ہو سکی ہے نمائندہ رازداں کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان ٹینکوں کو ایران بھیجنے کی مخالفت کی گئی تھی، لیکن چند نامعلوم وجوہ کی بنا پر ان ٹینکوں کو کاؤس جی کے عملی تعاون سے ایران بھیج دیا گیا۔ جہاں یہ ٹینک اسی حالت میں پڑے ہوئے ہیں کیونکہ ایران میں جمہوریت کے لئے چلائی جانیوالی تحریک کے سلسلے میں وہاں ہر قسم کا کام تقریباً رکا پڑا ہے

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ وزارت دفاع نے ان ناکارہ ٹینکوں کو کارآمد بنانے کے لئے پہلے امریکہ سے اس کے فاضل پرزہ جات مانگے مگر امریکہ نے انکار کر دیا۔ بعد میں وزارت دفاع نے امریکہ سے ایک جہاز مانگا جس کے ذریعہ ان ٹینکوں کو ایران منتقل کیا جائے لیکن امریکہ نے ٹینک بردار جہاز دینے سے انکار کر دیا چنانچہ بعد میں مسٹر عباس خلیلی کی مدد سے پاکستان کے ایک مشہور جہاز راں کمپنی کے مالک مسٹر کاؤس جی کا تعاون طلب کیا گیا جنہوں نے ان ٹینکوں کو اپنے جہازوں کے ذریعہ ایران منتقل کیا

ان ذرائع نے نمائندہ رازداں کو مزید بتایا کہ ٹینکوں کو مرمت کرنے کی پیشکش ایرانی حکومت نے کی تھی

آغا مسعود حسین

جنگلی کتوں اور خونخوار بھیڑیوں کا راج

آبلہ پائی کا حوصلہ رکھنے والے مسافروں کے عزائم

بہ امید کہ بچوں کی ہنسی کا جلترنگ سن کر امن اور خوشحالی کی پریاں پھر اتریں گی

لمحوں کی زنجیر رفتہ رفتہ حیات بخش ماحول کو اپنی گرفت میں لے کر اُسے کثیف سے کثیف تر بنا رہی ہے اور فضا میں عداوتوں، نفرتوں اور ایک دوسرے کو چیر پھاڑ ڈالنے والی سرخ آنکھیں انسانوں کو گھور رہی ہیں جو اپنے گھروں کے دروازے مقفل کر کے بیٹھ گئے ہیں - کون ہے جو آبلہ پائی کا جذبہ لے کر ان راستوں سے گذرے جو انسانوں کے گھر بند ہو کر بیٹھ جانے سے کانٹوں کا قالین بن گئے ہیں اور جہاں صرف آوارہ کتوں کا راج ہے اور وہ زبان نکالے اِدھر اُدھر اپنے شکار کی تلاش میں پھر رہے ہیں کتنے جنہوں نے ماضی، اور حال اور مستقبل کے تمام رشتوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا اب پھر ان راستوں پر آ کر بیٹھ گئے ہیں جو کبھی منزل پر پہنچنے کی لگن رکھنے والے مسافروں کی محفوظ شاہراہیں بن چکے تھے - اب غیر محفوظ ہیں - جنگلی کتے گھات میں ہیں کہ مسافروں کو ان کی منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی زخمی کر دیں - ماضی میں کچھ آبلہ پا مسافروں کے قافلے یہاں سے گذرے تھے - جنھوں نے کانٹوں کو زخمی پیروں سے کچل کر بے ضرر بنا دیا تھا - کتوں کے جبڑوں میں ہاتھ ڈال کر ان کی خونخواری ختم کر دی تھی اور ہر رکاوٹ کو پار کر کے شاہراہ کے اس حصے کو پیچھے آنے والوں کے لئے محفوظ بنا دیا تھا - یہ راستے ایک مرتبہ پھر خونخوار درندوں سے بھرے ہوئے جنگل کی پگڈنڈیاں بن گئے ہیں - اور خونخوار بھیڑیے، اور جنگلی کتے اپنے دانت تیز کر کے وحشتوں کے نشے میں چور ان راستوں پر بڑی تعداد میں آ کر جمع ہو گئے ہیں تاکہ آئندہ کوئی مسافر یہاں آنے کی جرأت نہ کر سکے۔

پھر بھی کچھ لوگ ایسے باقی رہے جو آبلہ پائی کے حوصلوں کے ساتھ اپنی منزلوں کی تلاش میں اس راستے سے گذرتے رہے اور اپنے لہو سے اس راستے کو سرخ رو کرتے رہے - پھر ان کتوں کا حوصلہ ٹوٹنے لگا - زندگی ارتقا کا نام ہے اور وہ تمام مزاحمتوں کو توڑتے ہوئے آگے بڑھتی رہی اور وحشتوں کے حوصلوں اور غرور کو خاک میں ملاتی رہی - یہ انسانوں کی پہلی فتح تھی، ان آوارہ کتوں پر جو انسانوں کی منزل کے راستے پر دندناتے پھر رہے تھے اور اُن کے جسموں پر اپنے خونی دانت گاڑ رہے تھے - اور جب آبلہ مسافروں نے وہ راستہ چلنا نہیں ترک کیا تو پھر یہ کتے وہاں سے ہٹنا شروع ہو گئے اور قریبی جنگل میں روپوش ہو گئے

اور ایک دن ایسا بھی آیا جب یہاں سے آوارہ کتوں کا راج ختم ہو گیا اور یہ راستہ نہ صرف چلنے والوں سے آباد ہو گیا بلکہ ہنستے مسکراتے بچے اس پر آ کر کھیلنے بھی لگے - ان بچوں کی مسکراہٹ سے مسافروں کی تھکن دور ہو جاتی اور دور تک راستے پر خوش حالی اور امن کا نور پھیل جاتا - لیکن یہ امن اور بہاریں جلد ہی ختم ہو گئیں - ایک دن اُسی جنگل سے چند آوارہ کتوں اور بھیڑیوں کا ایک غول پھر یہاں آ گیا - اس غول نے مسافروں اور بچوں کو زخمی کر دیا دیکھتے ہی دیکھتے راستہ ویران ہو گیا اور پورے ماحول پر خوف و ہراس کا سناٹا چھا گیا - مسافروں نے راستہ چلنا چھوڑ دیا اور بچے گھروں میں بند ہو گئے اس ماحول پر آبلہ پا مسافروں نے آنسو بہائے اور ایک بار پھر اپنے خون دل سے اس راستے کو سرخرو کرنے کا عہد کیا -

کتوں اور انسانوں کے درمیان یہ جنگ جاری ہے - چلنے والے راستوں سے گذر رہے ہیں - اور اپنی ہمتوں اور حوصلوں سے انسانوں کے لئے راستے کو آوارہ کتوں اور ان کے ہم شکل بھیڑیوں سے صاف کر رہے ہیں - تاکہ جب یہاں بچوں کی معصوم ہنسی کی جلترنگ سے مسحور ہو کر محبت اور امن کی بہاروں کی پریاں یہاں اتریں تو ہر قدم پر آبلہ پا مسافروں کے گرنے والے خون کے قطروں سے ایک نئی کہکشاں سج جائے -

پیپلز پارٹی قومی یکجہتی کی علامت ہے

اُسے غیر سیاسی طریقوں سے کمزور کرنا بہت بڑی قومی حماقت ہوگی

قارئین کرام۔

اسلام آباد اور راولپنڈی کا موسم ان دنوں یخ بستہ ہے۔ اور اس یخ بستگی کے عالم میں یہاں چند بقراط ٹھٹھرتے ہوئے عوام اور موسم کی جارحیت سے بے خبر گرم کمروں میں دیوار سے دیوار تک بچھے قالینوں پر رکھے ہوئے نرم و گرم صوفوں میں دھنس کر ان انتخابات کے نتائج کے بارے میں اندازے لگا رہے ہیں جو بقول وزیر بلدیات مسٹر محمد خان اچکزئی اور قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کی حالیہ دھمکی کے مطابق اسی برس یعنی ۱۹۷۶ء کے ماہ اکتوبر میں ہو جانے چاہئیں۔

مفتی محمود صاحب کے ساتھ دھمکی کا لفظ ہم نے اس لئے استعمال کیا ہے کیونکہ موصوف نے بڑا جی کڑا کر کے کہا ہے کہ اگر اکتوبر ۱۹۷۶ء میں انتخابات نہ ہوئے تو قومی اتحاد حکومت سے اپنا تعاون ختم کر دے گا۔

ہماری اطلاعات کے مطابق اکتوبر ۱۹۷۶ء کے انتخابات کے متعلق ان بقراطوں نے اب تک اپنے اپنے جو اندازے پیش کئے ہیں وہ بعینہ ویسے ہی ہیں جو اس ملک کے ایک ''عظیم'' صحافی نے (جو غلط تجزیے کر کے ہر شخص کو بہکانے میں شہرت دوام حاصل کر چکے ہیں) دسمبر ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے قبل پیش کئے تھے۔ ان عظیم صحافی کا نام گرامی ہے الطاف حسن قریشی۔ موصوف نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے قبل انتخابی نتائج کے بارے میں اپنے تجزیے کے ذریعے یہ ثابت کر دیا تھا کہ جماعت اسلامی ۱۹۷۰ء انتخابات میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہو جائے گی۔ پھر موصوف ہی نے مشرقی پاکستان میں محبت کے زمزمے بہا کر اس دور کے حکمرانوں کو سب ٹھیک ہے کا تاثر دیا تھا۔

بہر حال ذکر تھا راولپنڈی میں بیٹھے ہوئے چند بقراطوں کا۔ ان بقراطوں کے اب تک مرتب کردہ اندازے کچھ یوں ہیں

(۱) پیپلز پارٹی کو ان انتخابات میں دس فیصد سے زیادہ ووٹ نہ مل سکیں گے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابی نتائج کے اعداد و شمار کو بنیاد بنا کر انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ۱۹۷۰ء میں پیپلز پارٹی کو صرف تیس فیصد ووٹ ملے تھے اب پیپلز پارٹی کی اس عوامی حمایت میں مزید کمی ہو گئی ہے۔ سو نتیجتاً اب اُسے دس فیصد سے زیادہ ووٹ ملنے کی توقع نہیں

(۲) موجودہ حالات میں جب کہ ۱۹۷۶ء کا قومی اتحاد، منتشر ہو چکا ہے، اکتوبر ۱۹۷۶ء کے انتخابات میں کوئی بھی پارٹی قومی پارٹی بن کر نہیں ابھر سکتی۔ بلکہ ہر صوبے میں مختلف پارٹیاں کامیابی حاصل کریں گی جو ملک کے لئے خطرناک بات ہوگی۔

(۳) اس لئے ضروری ہے کہ قومی اتحاد کی بنیادی نو جماعتوں کو پھر سے کسی نہ کسی قسم کا لالچ دے کر متحد کر دیا جائے تاکہ قومی اتحاد ایک قومی پارٹی کی حیثیت سے کامیاب ہو سکے۔ (یہی وہ سبب ہے کہ مولانا مفتی محمود کو چپہ سیاست میں آوازیں لگاتے پھر رہے ہیں کہ ان کے اتحاد کو چھوڑ جانے والے پھر ان کے ساتھ آملیں)

(۴) پیپلز پارٹی کی قیادت میں ایسے جراثیم موجود ہیں کہ اگر اس پر سے موجودہ پابندیاں ذرا بھی نرم کر دی جائیں تو وہ پھر ایک فعال قوت بن جائے گی لہٰذا ضروری ہے کہ پیپلز پارٹی پر پابندی لگا دی جائے ورنہ پھر اس کی تمام صف اول کی قیادت کو نا اہل قرار دے دیا جائے۔ اور مولانا کوثر نیازی کی پیپلز پارٹی کو سرکاری سرپرستی فراہم کی جائے

ہم مندرجہ بالا اندازوں پر کوئی تبصرہ کرنے کے حق میں نہیں۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں بقراطِ صحافت مسٹر الطاف حسن قریشی نے اپنے اندازے اور تجزیے پیش کئے تھے تو ان کا کسی نے کیا بگاڑ لیا تھا۔ اور پھر جب یہ اندازے غلط ثابت ہوئے تو کس نے ان کی پکڑ کی۔ لہٰذا اس سے کیا فائدہ۔ البتہ ہم ان لوگوں سے ضرور کہیں گے جن کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی جانے والی ہے کہ صاحبو جب ایک بقراط کے اندازے مشرقی پاکستان کو علیحدہ کر سکتے ہیں تو بقراطوں کی اس جماعت کے اندازے کیا کیا نہ گل کھلائیں گے۔

ہماری ان اعلیٰ حضرات سے، جن کی خدمت میں یہ سیانے اور یہ بقراط مثبت نتائج سے متعلق اپنے اندازے پیش کریں گے، یہی گذارش ہے کہ بزرگو یہ تجزیے، یہ اندازے اپنی جگہ لیکن یہ حقیقت

اگر اکتوبر ۱۹۷۹ء میں انتخابات ہوئے اور قومی اتحاد کامیاب ہو گیا تو اس کی تمام پارٹیاں اتحاد ختم کر کے ملک کو سنگین انتشار میں مبتلا کر دیں گے

نہ بھی ہو کہ قومی سطح پر کسی ایک پارٹی کا کامیاب نہ ہونا اپنے جلو میں بہت سے خطرات لئے آتا ہے قومی اتحاد کو طلاق دینے والی جماعتوں کو اگر مختلف بہانوں، اور ترغیبوں سے پھانس بھی لیا گیا اور اس کے نتیجے میں قومی اتحاد قومی پارٹی بن کر انتخابات میں ابھر بھی آیا تب بھی اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ بعد جملہ جماعتیں اتحاد سے علیحدہ نہیں ہوں گی۔ اگر اس وقت یہ جماعتیں علیحدہ ہوئیں تو صورت حال زیادہ پیچیدہ اور خطرناک ہو گی۔ سنہ ۷۰ء کے انتخابات سے بھی زیادہ خطرناک۔

اس کا سبب۔۔؟

اے اعلیٰ حضرات اے بزرگو! تم جو اس ملک اور قوم کی بھلائی کا بہت درد رکھتے ہو تم جنہوں نے اس ملک کو انتشار اور خلفشار سے بچانے کے لئے ۴ اور ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کی درمیانی شب کی تاریکیوں میں آپریشن فیر پلے محض اپنے جذبۂ حب الوطنی سے مجبور ہو کر شروع کیا تھا ہم تمہیں اس کا سبب بتاتے ہیں۔ یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے کیونکہ اس حقیقت سے اس ملک کا ان پڑھ بچہ بھی واقف ہے کہ قومی اتحاد ۱۹۷۷ء والے قومی اتحاد میں اکثریت ان پارٹیوں اور ان رہنماؤں کی تھی جو قیام پاکستان کے مخالف اور بقائے پاکستان کے بدترین دشمن رہے ہیں۔ جماعت اسلامی، مفتی محمود کی جمعیت العلمائے اسلام، این ڈی پی (سابق نیپ اور کانگریس) خاکسار اور نصر اللہ یہ سب اپنی پاکستان دشمنی کے لئے مشہور اور پاکستان دشمن قوتوں کے منظور نظر رہے ہیں۔ مفتی محمود اور این ڈی پی کے رہنماؤں نے تو کوئٹہ میں جنرل اروڑا زندہ باد کے نعرے لگوائے تھے، وہی جنرل اروڑہ جس نے سنہ ۷۱ء میں مشرقی پاکستان پر قبضہ لیا تھا۔

اور مفتی محمود تو قیام پاکستان کو ابھی تک گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ اور نصر اللہ خان تو مشہور احراری رہے ہیں جس نے قائد اعظم کو کافر قرار دیا تھا۔ ان حضرات کو پاکستان سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کو ہندوؤں کے اکھنڈ بھارت سے دلچسپی ہے ہم کیسے یہ تصور کر لیں کہ جب قومی اتحاد اگلے انتخابات میں قومی سطح پر کامیاب ہو کر ابھرے گا تو یہی تمام حضرات اس لئے قومی اتحاد سے علیحدہ نہیں ہو جائیں گے کہ پاکستان کو ایسے انتشار میں مبتلا کر دیا جائے کہ پھر اس کی شیرازہ بندی ناممکن ہو جائے۔ ہم ان تمام لوگوں کا ننگا رقص سنہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد دیکھ چکے ہیں جب ان سب نے شیخ مجیب کے ہاتھ اس لئے مضبوط کئے تھے کہ وہ پاکستان کو توڑنے والی سب سے بڑی قوت بن کر ابھرا تھا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ڈھاکہ جا کر بنگلہ دیش کے جھنڈے اپنی کاروں پر لہرائے تھے۔ ہمیں یہ سب باتیں یاد ہیں۔

تو اے اعلیٰ حضرتو اور بزرگو ذرا اس مرحلے پر سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔ پیپلز پارٹی سے مت ڈرو۔ اگر اس میں اب بھی ایک قومی پارٹی بننے کی توانائی موجود ہے تو اسے برباد نہ کرو۔ یہ پارٹی اس پوری قوم کی امانت ہے۔ اس کے اتحاد کی واحد علامت ہے۔ اس پر پابندی لگا کر ملک اور قوم کے اتحاد کی علامت کو کمزور نہ کرو۔ اس پارٹی سے محض اس لئے نہ ڈرو کہ شاید وہ برسر اقتدار آکر انتقامی کارروائیاں نہ شروع کر دے۔ ایسا نہیں ہو گا۔ اور اس لئے نہیں ہو گا کہ قوم انتخابات کرانے والوں کو اپنا محسن سمجھے گی اور کوئی جمہوری پارٹی اتنی کم عقل نہیں ہو سکتی کہ قوم کے محسنوں کو انتقام کی بھینٹ چڑھائے۔

ویسے ہم آخری حکم یہ لگاتے ہیں کہ اگر عام انتخابات منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہوتے ہیں تو پیپلز پارٹی واحد سب سے بڑی، اکثریتی اور قومی جماعت بن کر ابھرے گی۔ اس سلسلے میں اسلام آباد اور راولپنڈی کے گرم کمروں میں بیٹھے ہوئے مصنوعی فضا میں سانس لینے والے بقراطوں کے تمام اندازے غلط ہیں۔ ہمیں اپنے اندازوں کی صحت پر اس لئے یقین ہے کہ ہم مصنوعی فضا میں زندہ نہیں رہتے۔ موسم کے سرد و گرم کی سختیاں جھیلنے میں موسم کے مزاج داں ہیں

پولیٹیکل راؤنڈ اپ

۱۲ جنوری ۱۹۷۹ء

قومی اتحاد کے سربراہ اور جمعیت علمائے اسلام کے ناظم مولانا مفتی محمود نے ڈیرہ اسماعیل خان میں اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے قومی اتحاد سے علیحدہ ہونے والی جماعتوں سے پھر اپیل کی کہ وہ قومی اتحاد میں واپس آجائیں اور ان جماعتوں کو ڈرانے کے لئے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کا حوالہ دیا

ہماری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ پیپلز پارٹی جو ایک سیاسی جماعت ہے اس سے یہ تمام سیاسی جماعتیں علیحدہ علیحدہ مقابلہ کیوں نہیں کر سکتیں، اس بیچاری ایک سیاسی جماعت جس کی تقریباً صف اول کی پوری لیڈر شپ پس دیوار زنداں ہے جس کی کردار کشی کے لئے حکومت کے تمام ذرائع مصروف ہیں جس کا چیئرمین جیل کی کال کوٹھڑی میں اپنی موت کی سزا کے مسئلے پر سپریم کورٹ کے فیصلے کا منتظر ہے، جس پارٹی کے اخبارات کو سنسر کی قینچی چلانے کے بعد عوام تک پہنچنے کی اجازت دی جاتی ہے آخر اس پارٹی سے مولانا مفتی محمود جیسے خرانٹ سیاست دان کی جماعت تنہا طور پر یا اللہ کے موجودہ سرکاری قومی اتحاد کو اسقدر خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے کہ اس سے مقابلے کے لئے ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی ترغیب دی جارہی ہے چلو پچھلے ۷۷ء کے انتخابات میں تو سمجھ میں آتا تھا کیونکہ پیپلز پارٹی برسر اقتدار تھی اور ملک کے مختلف ذرائع اور خصوصاً ذرائع ابلاغ پر اس کو مکمل اختیار حاصل تھا، اس لئے حزب اختلاف کی جماعتیں اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو گئیں تھیں اور پھر جب پیپلز پارٹی کی حکومت کو فوج نے اقتدار سے محروم کر دیا تو کہا گیا کہ مسٹر بھٹو تو پولیس اور ایف ایس ایف کے سہارے حکومت کر رہے تھے چونکہ اس کو عوام کا اعتماد تو حاصل تھا نہیں اسی لئے اب یہ پارٹی جب یون

ابن سعید کے قلم سے

مفتی محمود
آئندہ انتخابات
میں مصنوعی
اکثریت حاصل
کرنا چاہتے ہیں

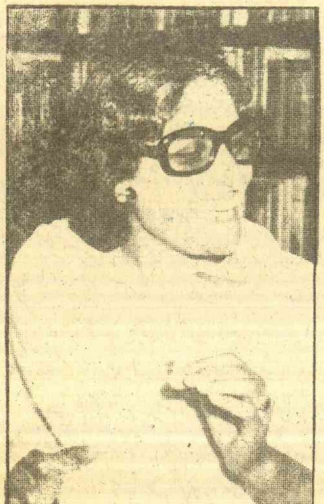

موٹی موٹی باتیں جو موٹی عقل کے سیاستدان نہیں سمجھ سکتے

بیگم ولی خان نے مفتی محمود اور مولانا مودودی کے بارے میں بیان دے کر وعدہ معاف گواہ بننا چاہا ہے

اقتدار سے نکل گئی ہے تو عوام کے ذہنوں سے بھی بہت جلدی محو ہو جائیگی لیکن آج پیپلز پارٹی کو اقتدار سے محروم ہوئے ڈیڑھ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور عوام ہیں کہ اس کا ساتھ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں خواہ آپ ان کو ظلم کی داستانیں سنائیں یا روز ایک نیا قرطاس ابیض جاری کریں

اب مفتی صاحب سے پوچھئے کہ جناب آپ تو قومی اتحاد سے نکلنے والی جماعتوں کو لالچی، موقع پرست اور اسی قسم کے دیگر عنوانات سے نواز چکے تھے آپ صرف بھٹو دشمنی میں ایسے گندے لوگوں سے اتحاد کرنے پر کیوں مجبور ہیں سیدھی سیدھی بات یہ ہے کہ اب آپ کو فکر ہے اپنی جان بچانے کی اور اس کے لئے آپ نے طے کر رکھا ہے کہ خواہ ملک رہے یا نہ رہے لیکن آپ کے مفادات محفوظ ہیں اور پھر ویسے بھی آپ کو اس ملک سے کیا سروکار جس کے لئے آپ نے یہ کہا ہو کہ خدا کا شکر ہے ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں

مولانا صاحب آپ دوسروں کے مطالبوں کو تو مضحکہ خیز کہہ رہے ہیں لیکن آپ کو شاید نہیں معلوم کہ ان مضحکہ خیز مطالبوں پر آپ کا اپنا بیان کتنا مضحکہ خیز ہے اور جب سے آپ نے مستقل بیانات کا سلسلہ شروع کیا ہے بہت سے اخبارات نے تو اپنے فکاحیہ کالم ہی ختم کر دیئے ہیں کیونکہ قاری آپ کے بیانات سے ہی بہت محظوظ ہو جاتے ہیں

مثال کے طور پر آپ کا یہ کہنا کہ انتخابات سے قبل وزراء کے استعفٰی کا مطالبہ مضحکہ خیز ہے اس کے لئے آپ کی یہ دلیل بہت وزنی ہے کہ ان غیر منتخب اور ناچیز وزراء سے استعفٰی کا مطالبہ وہ لوگ کر رہے ہیں جو جناب بھٹو اور ان کی کابینہ کی موجودگی میں انتخابات کرانے پر راضی ہو گئے تھے تو مفتی صاحب اب آپ کو کون سمجھائے کہ بھٹو کی حکومت ایک آئینی اور قانونی حکومت تھی اور دنیا میں جہاں بھی پارلیمانی نظام رائج ہے یہی طریقہ کار مروج ہے کہ انتخابات کے اعلان کے بعد حکومت کی حیثیت نگران حکومت کی ہوتی ہے اور وہی انتخابات بھی کراتی ہے ویسے اگر اب بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے تو ہم آپ کے سامنے کچھ موٹی موٹی سی مثالیں ہی پیش کر سکتے ہیں کیونکہ باریک باتیں تو آپ کی موٹی عقل کے لئے بہت گراں ہے مثلاً بھارت میں آج تک کیا انتخابات سے پہلے وزیر اعظم یا اس کی کابینہ مستعفی ہوئی جواب یقیناً نہیں میں ہو گا اب ذرا برطانیہ کیطرف بھی چلے جائیں کیونکہ پارلیمانی نظام کی ابتدا وہیں سے ہوئی تھی وہاں پر بھی صورت حال بھارت سے مختلف نہیں تو مولانا صاحب آپ کی سمجھ میں اب بھی کچھ آیا یا نہیں موصوف آپ کے وزراء اور جنرل صاحب کی کابینہ کی حیثیت پارلیمانی نظام کی نہیں کیونکہ آپ میں سے کوئی بھی منتخب نہیں ہے جنرل صاحب نے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو اقتدار اس لئے سنبھالا تھا کہ وہ ملک کے مختلف سیاسی فریقوں کے درمیان ایک ریفری کا رول ادا کرتے ہوئے غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخابات کرائیں گے لیکن اب جب آپ حکومت میں وزراء کی حیثیت سے شریک ہو چکے ہیں تو آپ ریفری

دوسروں کی نیت پر شبہ کرنیوالوں کو کیسے مخلص سمجھ لیا جائے؟

کی موجودگی میں منصفانہ انتخابات کی توقع نہیں کی جا سکتی اگر آپ اس جگہ تک چور دروازے کی بجائے منتخب ہو کر پہنچے ہوتے تو یقیناً آپ سے کوئی بھی استعفیٰ کا مطالبہ نہیں کرتا:

ویسے بھی محترم ہم آپ کو بتا دیں کہ جب آپ ۷۷ء میں دوسروں کی نیت پر شک کرنے میں پیش پیش تھے تو پھر اب آپ ہمیں کیوں اس حق سے روک رہے ہیں کہ آپ کی نیت پر شبہ کریں اور اسمیں ہم اس لئے حق بجانب ہیں کہ آپ اسلام اسلام کا نعرہ لگا کر الٹی سیدھی قلابازیاں کھانے کے ماہر ہیں

چودھری ظہور الٰہی نے دیہی ترقی کی پاکستان اکیڈیمی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ دیانت دار سرکاری ملازمین کو ملازمتوں کا پورا تحفظ دیا جائے گا یہ بات ایک ایسے سابق سرکاری ملازم نے کہی ہے جو کہ خود بدعنوانی کے الزام میں فٹ کانسٹیبلی سے نکالا جا چکا ہے اگر یہی بات کوئی دیانت دار سابقہ سرکاری ملازم کرتا تو اس

مفتی محمود بتائیں کہ انہوں نے

مارچ ۱۹۷۷ء میں کس

ملک کے سوشلسٹ نظام

کیخلاف تحریک چلائی تھی

کے منہ سے برا نہ لگتا، لیکن چودھری صاحب کے منہ سے جو کہ سابق فٹ کانسٹیبل ہیں اور سنگین بدعنوانیوں کے الزام میں نوکری سے نکالے ہوئے ہیں کچھ اچھی نہیں لگی

۱۳ر جنوری ۱۹۷۹ء

تحریک استقلال کے سربراہ ریٹائرڈ ائیر مارشل اصغر خان جو کبھی قومی اتحاد میں سب سے آگے آگے ہوتے تھے سکھر میں فرماتے ہیں کہ صرف منتخب حکومت ہی ملک کے مسائل حل کر سکتی ہے ہمیں اصغر خان کے اس بیان سے تو اختلاف نہیں ہے کہ صرف منتخب حکومت ہی ملک کے مسائل حل کر سکتی ہے لیکن ہمیں افسوس تو اس بات پر ہے کہ آپ کو اس حقیقت کا انکشاف اسوقت ہوا جب آپ اس ملک کی منتخب حکومت کو اقتدار سے محروم کرا چکے اور حیرت تو یہ ہے کہ مارشل لاء کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ نے کہا تھا کہ اس مارشل لاء کو لگوانے میں میرا بہت بڑا ہاتھ ہے ائیر مارشل صاحب اب ہم تو صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں،

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ اور قومی اتحاد کے ایک اور سابق رہنما مولانا شاہ احمد نورانی فرماتے ہیں کہ چور دروازے سے اقتدار میں شامل ہونیوالی جماعتیں تشدد کے ذریعے ملک میں سیاسی عمل کو رد کرنے اور انتخاب کو ملتوی کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اب ہم شاہ احمد نورانی کو کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ چور دروازے سے حکومت میں شامل ہونیوالے بھی تو شاہ احمد نورانی کے پرانے ساتھی ہیں، جی ہاں وہی پرانے ساتھی جن کے ساتھ شاہ صاحب نے مل کر اس ملک میں مارشل لاء اور غیر جمہوری حکومت کے لئے فضا ہموار کی اور اب اگر وہ اس غیر جمہوری فضا کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو شاہ صاحب آپ ناراض کیوں ہو رہے ہیں کیونکہ ابتدا میں تو اس فضا کے قیام میں آپ بھی ان کے ساتھ برابر کے شریک تھے

گوجرانوالہ بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے این ڈی پی کی رہنما بیگم نسیم ولی خان نے کہا کہ ہم یہ ضرور کہتے تھے کہ قومی اتحاد و پاکستان لازم و ملزوم ہیں لیکن ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر قومی اتحاد کبھی ٹوٹا تو صرف کرسی کے چکر میں ٹوٹے گا حیرت ہے بیگم صاحبہ کہ آپ یہ جانتی تھیں کہ اس اتحاد میں صرف کرسی کے لالچی جمع ہیں اس کے باوجود آپ ایسے ابن الوقتی اتحاد اور پاکستان کو لازم و ملزوم قرار دیتی تھیں لیکن آپ بھی کیا کریں آپ نے ایک ٹوٹنے والی چیز کے ساتھ پاکستان کو شاید اسی لئے نتھی کیا کہ آپ کے شوہر اور آپ کے خسر کی بھی ہمیشہ سے یہی دلی خواہش اور عملی کوشش رہی ہے لیکن اب آپ بے فکر ہو جائیں کیونکہ عوام اقتدار کے بھوکے ان افراد کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں اور ان کے چکر میں وہ کبھی بھی اپنے ملک کو نہیں ٹوٹنے دیں گے اور آئندہ ان کو اچھی طرح سمجھ لیں گے

۱۶ر جنوری ۱۹۷۹ء

قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود نے ڈیرہ اسماعیل خان میں اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے ایک نیا انکشاف کیا اور وہ یہ کہ مارچ ۱۹۷۷ء میں چلائی جانے والی تحریک سوشلسٹ نظام کے خلاف تھی ہم ان سے اس موقع پر صرف یہی سوال کر سکتے ہیں کہ مولانا صاحب کس ملک کے سوشلسٹ نظام کیخلاف تحریک چلائی گئی تھی کیونکہ پاکستان میں اب تک سوشلسٹ نظام آیا ہی نہیں اور آپ لوگوں کے تعاون سے جو وہائٹ پیپرز تیار کئے جا رہے ہیں ان میں تو یہی بتایا جا رہا ہے کہ بھٹو ایک جاگیردار اور وڈیرہ تھا جسکو عوام مزدوروں طالب علموں کے مسائل سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اور اس سے پہلے آپ بھی یہ کہہ چکے ہیں کہ بھٹو نے کسی بھی سوشلسٹ نظام کو اس ملک میں نافذ نہیں کیا اور پھر مولانا صاحب آپ کا یہ فرمانا کہ آئندہ انتخابات میں صرف وہی جماعتیں حصہ لے سکیں گی جن کے منشور اسلام کے مطابق ہونگے مفتی صاحب آپ پہلے تو یہ فرمائیں کہ اس بات کا تعین کون کریگا کہ کس کے منشور اسلام کے مطابق ہیں اور کس کے نہیں کیونکہ ہمیں تو وہ وقت بھی یاد ہے اور آپ کے وہ بیانات بھی ہمارے سامنے موجود ہیں جن میں آپ نے جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کو قادیانیوں سے بھی بدتر قرار دیا تھا اور یہ بھی ہمیں یاد ہے کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات تک جماعت اسلامی آپ کو سوشلسٹوں کے ہاتھ کا کھلونا کہتی تھی بہرحال آپ لوگ جو آج تک ایک دوسرے کے ساتھ نماز تک نہیں پڑھ سکے اب ایک دوسرے کے اسلام پر کیسے متفق ہو جائیں گے۔ ؟ یہ سب کچھ

نورانی میاں کو اب جا کر معلوم ہوا کہ قومی اتحاد کے لیڈر پاکستان دشمن ہیں

آپ کا کرشمہ ساز ذہن ہی کر سکتا ہے

۱۷ر جنوری ۱۹۷۹ء

مارشل لاء کابینہ میں جماعت اسلامی کے نامزد وزیر اور قومی اتحاد کے سابق جنرل سیکرٹری پروفیسر غفور احمد نے خیرپور میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھٹو کی حکومت ملک کو ستر سال پیچھے لے گئی ، پروفیسر صاحب بقول آپ کے وہ تو سات سال میں ملک کو ستر سال پیچھے لے گئے لیکن جناب آپ تو صرف سات ماہ میں ملک کو سات سو سال پیچھے لے گئے اور اگر واقعی میں ایسا نہیں ہے تو آپ اس ملک کو ہمیں صرف اسی حالت میں واپس کر دیں جس حالت میں آپ نے بھٹو سے لیا تھا ورنہ ہمیں تو یہ بھی یاد ہے کہ آپ قیمتیں ۱۹۷۱ء کی سطح پر لا کر دے رہے تھے لیکن اب عوام آپ سے چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ خدارا ان قیمتوں کو ۷۷ء کی سطح پر ہی برقرار رہنے دو تو اسی طرح ہم بھی آپ سے کہہ رہے ہیں کہ خدارا اس ملک کو مزید پیچھے لے جانے کی بجائے اسی سطح پر رہنے دو جہاں وہ جولائی ۷۷ء میں تھا

۱۸ر جنوری ۱۹۷۹ء

صدر جنرل محمد ضیاء الحق سے خارجہ پالیسی پر تبادلہ خیال کے بعد مفتی محمود نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ہم پاکستان کی موجودہ خارجہ پالیسی سے مطمئن ہیں ہمیں بھی بڑی خوشی ہوئی کہ بھئی جہاں اور بہت سے امور پر قومی اتحاد اور حکومت کے درمیان ہم آہنگی ہے وہاں خارجہ پالیسی پر بھی ہم آہنگی پائی جاتی ہے لیکن پھر اگلے ہی سانس میں موصوف نے فرمایا ہماری خارجہ پالیسی میں ہمارے مشوروں کے مطابق اہم تبدیلیاں متوقع ہیں ہماری ناقص عقل میں یہ فوری تضاد بیانی سمجھ میں نہیں آتی ، پھر مولانا صاحب آپ اپنے بیانات بدلتے ضرور رہتے ہیں لیکن ان میں تھوڑا بہت وقفہ ہوتا ہے لیکن اس بیان میں تو آپ نے تضاد بیانی کی انتہا کر دی کہ اگلے ہی سانس میں اپنے پہلے جملے کی تردید کر دی بہرحال اس پر زیادہ بہتر روشنی مفتی صاحب اور قومی اتحاد کے دوسرے رہنما ہی ڈال سکتے ہیں کہ جب وہ ملک کی خارجہ

پروفیسر غفور کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا دوسروں کی آنکھ کا تنکا نکالتے رہتے ہیں

پالیسی سے مطمئن ہیں تو پھر اسمیں اہم تبدیلیاں کیوں چاہتے ہیں لیکن یہاں ایک تھوڑا سا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کیا خارجہ پالیسی واقعی اتحاد کے ان لیڈروں کی سمجھ میں آ گئی تھی

بیگم نسیم ولی خان نے ڈسٹرکٹ بار بہاولپور سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ غیر ملکی اور ملکی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ جلد از جلد ملک میں انتخابات کرائے

اصغر خان بعض حقائق وقت کے بعد دریافت کرتے ہیں

جائیں اور اقتدار عوامی نمائندوں کو سونپ کر فوج بیرکوں میں واپس جائے کیونکہ سرحدوں کی حفاظت اس کی اہم ذمہ داری ہے ہمیں نہیں معلوم کہ بیگم صاحبہ کو فوج کی ان ذمہ داریوں اور ملکی حالات کے تقاضوں کا خیال کیسے آ گیا ورنہ ان کے شوہر ہی تھے جو فرماتے تھے کہ فوج نے بھٹو کو ہٹا کر بہت بڑا کام کیا ہے اور اپنے اس عمل پر وہ قابل مبارک باد ہے انتخابات کے لئے ان کا کہنا تھا کہ جب تک ملک سے بھٹو ازم ختم نہیں کر دیا جاتا انتخابات نہیں ہونے چاہئیں کیا بات ہے بیگم صاحبہ سیاست تو آپ قومی سطح کی کر رہی ہیں لیکن بصیرت آپ کے پاس سیاسیات کے ایک غیر معمولی طالب علم سے بھی کم ہے اس طرح ملک کا گزارا نہیں ہو گا کہ ہر دوسرے دن آپ اپنا موقف تبدیل کر دیں

مسلم لیگ (چٹھہ گروپ) کے صدر محمد حسین چٹھہ نے لاہور میں مسلم لیگ کے دفتر کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ کے بعد اقتدار ایسی جماعتوں کے ہاتھ میں چلا گیا جو نظریہ پاکستان سے واقف نہیں تھیں اور اسی لئے ملک مختلف بحرانوں کا شکار ہوا آپ بالکل درست فرماتے ہیں چٹھہ صاحب جبھی تو آپ نے ایسی جماعتوں سے اتحاد کر رکھا ہے جو قیام پاکستان کے ہی بنیادی طور پر خلاف تھیں تاکہ ملک میں مزید انتشار اور افراتفری پیدا کی جا سکے اور چٹھہ صاحب یہ کیا کہ آپ تو اصغر خان کو انتشار پھیلانیوالا کہہ رہے ہیں اور آپ کے اتحاد کے صدر ان کو بار بار اتحاد میں دوبارہ شمولیت کی دعوت دے رہے ہیں لیکن کچھ ایسا ہی ہے کہ آپ لوگوں کا آخری مقصد اس ملک کو انتشار اور افراتفری میں ہی مبتلا کرنا ہے ورنہ یہ تمام باتیں نہ ہوتیں آپ کے پاکستان قومی اتحاد کی ایک

واضح پالیسی ہوتی اس کے تمام لیڈروں کے بیانات اس واضح پالیسی کا آئینہ دار ہوتے لگتا ہے آپ کے پاس کوئی پالیسی کوئی حکمت عملی نہیں ہے ہر لیڈر اپنا تانپورہ، اپنا طبلہ، اپنی سارنگی لئے اپنے اپنے طور پر اپنا اپنا راگ اور سر نکال رہا ہے

جمیعت علمائے پاکستان کے صدر مولانا مولانا شاہ احمد نورانی نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان مخالف جماعتوں سے مقابلے کے لئے نیا اتحاد تشکیل دیا جائے گا۔ مولانا صاحب آپ کو اب پاکستان کی مخالف جماعتیں کہاں نظر آنے لگیں ابھی چند ہی دنوں کی تو بات ہے کہ آپ نے انہی جماعتوں کے ساتھ اتحاد کیا ہوا تھا اور آپ نے بھی ان کے ساتھ مل کر ملک کی معیشت کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی بڑے بڑے کارخانوں کو آگ لگائی گئی۔ شہری زندگی کو مفلوج ہوتے ہوئے نظر نہیں آرہے تھے اور انھوں نے آپ کو بھی بہت خوب طریقے سے استعمال کیا پتہ نہیں اب بھی آپ کی آنکھ کھلی یا نہیں یا کل پھر کسی ملک دشمن جماعت کی انگلی پکڑ کر چل پڑیں گے لیکن نورانی صاحب یہ جو آپ نے ماضی میں ملک دشمن جماعتوں کے ساتھ مل کر ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اس کا مداوا کس طرح ہوگا صرف یہ کہہ دینے سے کام نہیں چلے گا، ہم نے یہ سب کچھ بھٹو کو ہٹانے کے لئے کیا تھا۔

۲۰ جنوری ۱۹۷۹ء

بیگم نسیم ولی خان نے ملتان میں تقریر کرتے ہوئے کچھ وعدہ معاف گواہ کا سا لہجہ اپنایا ہے بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ اگر مولانا مودودی اور مفتی محمود کو بخشا جاسکتا ہے تو ہمیں کیوں نہیں معاف کیا جاسکتا۔ ویسے بیگم صاحبہ آپ کہتی تو ٹھیک ہیں کہ جبھی قیام پاکستان کی مخالفت میں تو یہ افراد بھی آپ ساتھ شریک تھے جو اب نظریہ پاکستان کے سب سے بڑے چیمپئن بن گئے اس وقت یہ لوگ دو قومی نظریے کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس سلسلے میں ہم کیا کرسکتے ہیں بیگم صاحبہ آپ کو ان لوگوں سے سبق حاصل کرنا چاہیئے تھا اور حالات کے مطابق اپنے خیالات اور سوچ کو بھی نہ صرف تبدیل کرلینا چاہیئے تھا بلکہ بڑی ڈھٹائی سے اپنے سابقہ موقف سے ہی انکار کردینا چاہیئے تھا اور اگر آپ کو جھوٹ بولنے کا سلیقہ میاں طفیل اور جماعت کے دیگر لیڈروں کی طرح آتا تو آپ یہ بھی کہہ سکتی تھیں کہ پاکستان تو بنایا ہی ہم نے ہے وہ تو مورخ نے تاریخ ہی غلط لکھی۔ بیگم صاحبہ اگر آپ برا نہ مانیں تو ہم آپ کو یہ بتادیں کہ آپ کو بخشنا تو ہر دور میں گیا لیکن عوام مولانا مودودی اور مفتی محمود کی طرح آپ کو بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اس میں حکومت بیچاری کیا کرے۔ ویسے اگر آپ اپنے آپ شوہر کی رہائی کو معافی نہیں سمجھتیں تو یہ دوسری بات ہے۔

جتھہ صاحب پاکستان دشمن

جماعتوں سے گٹھ جوڑ کرکے

دوسروں پر ملک کو انتشار میں

مبتلا کرنے کے الزامات

لگارہے ہیں

کیا گیا اس وقت اس وقت آپ کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ یہ سب ملک دشمن جماعتیں بھٹو دشمنی پر بھی متفق ہوگئیں ہیں۔ بہر حال آپ اس وقت جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں کم از کم اب تو آپ کی سمجھ میں آجانا چاہیئے کہ وہ تمام جماعتیں جو پاکستان کے قیام کے ہی خلاف تھیں ان کو پاکستان کا سیاسی اور معاشی استحکام کیسے راس آسکتا تھا چنانچہ یہ جماعتیں پاکستان دشمنی پر متفق تھیں وہیں بھٹو دشمنی پر بھی متفق ہوگئیں تاکہ اس کی موجودگی میں ان کو اپنے عزائم کامیاب

صورتحال

۸ جولائی ۱۹۷۷ء کو جب پاکستان میں آئینی اور قانونی حکومت کو برطرف کرکے ملک میں مارشل لاء نافذ کیا گیا تو اسوقت بھی ملک کے سنجیدہ اور محب وطن حلقوں نے ان اندیشوں کا اظہار کیا تھا کہ پاکستان ایک وفاق ہے اور کوئی بھی وفاق صرف اسی وقت تک قائم رہتا ہے جب تک وفاقی اکائیوں کے درمیان معاہدہ موجود رہتا ہے اور وفاقی اکائیوں کے درمیان یہ معاہدہ آئین کی شکل میں ہوتا ہے جب آئین ہی نہ رہے گا تو معاہدہ رہنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے اور اس طرح وفاقی اکائیوں کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہونے کا احتمال رہتا ہے

ہوسکتا ہے کہ یہی وہ سبب ہو کہ ملک میں مارشل لاء نافذ کرتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ آئین کو منسوخ نہیں کیا جارہا ہے لیکن اب کوئی ڈیڑھ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور آئین اب تک معطل ہے اس کے معنے یہ ہوئے کہ وفاقی اکائیوں کے درمیان ہونیوالا معاہدہ معطل ہے اور جب یہ معاہدہ معطل کرنے میں پہل وفاق کیطرف سے ہوئی تو اس صورت میں دوسری پارٹی یعنی کسی بھی صوبے کو یہ حق حاصل رہتا ہے کہ وہ بھی اپنے طور سے اپنے آپ کو اس معاہدہ سے علیحدہ کرلے اسی لئے کسی بھی وفاق کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ملک میں نہ صرف تمام وفاقی اکائیوں کی متفقہ رائے سے تشکیل پانیوالا آئین نافذ ہو بلکہ اس پر پوری سچائی اور دیانت داری سے عمل بھی کیا جارہا ہو اور اگر ایسے حالات نہ رہیں تو اس کا نتیجہ وفاق کی تخریب و شکست و ریخت کی شکل میں برآمد ہوتا ہے پاکستان میں کیونکہ آئین ایک طویل عرصے سے معطل ہے اس لئے پاکستان کے شہری ایک غیر یقینی

مدثر مرزا

آئین کی غیر معینہ مدت تک معطلی سے

وفاقی اکائیوں میں علیحدگی کے رجحانات پھیلتے ہیں

صورتحال کا شکار ہیں اسی کے ساتھ ساتھ بیرونی اخبارات اور جرائد بھی غیر ملکی اسکالروں اور دانشوروں کے ایسے طویل مقالات شائع کر رہے ہیں جن میں ایسے ہی اندیشوں کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ آئین اور عوامی نمائندوں کی مستقل عدم موجودگی سے وفاق کو خطرہ ہے

حال ہی میں امریکہ کے سہ ماہی جریدے فارن پالیسی میں کارنیگی انڈوومنٹ کے بین الاقوامی فیکٹ فائنڈنگ سنٹر کے سلیگ ایس ہیری سن کا ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے جس کے لئے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس نے گزشتہ چار پانچ سال میں تقریباً اٹھارہ ماہ بلوچستان کے معاملات پر غور کیا ہے اور جس نتیجے پر پہنچا ہے اس پر مبنی اس نے یہ مضمون لکھا ہے۔ اس مضمون میں مصنف نے عظیم تر بلوچستان کی سازش کی طرف اشارہ کیا ہے اس مضمون کو پاکستان کے اخبارات میں بہت طمطراق کے ساتھ شائع کیا گیا اور ایسا ہی ایک مضمون امریکہ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ ٹائم میں بحرانوں کے ہلال کے عنوان سے شائع ہوا ہے ان دونوں مضامین میں بلوچستان میں مستقبل میں ہونے والے واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اگرچہ یہ دونوں مضامین مغربی پریس میں شائع ہوئے ہیں اور ان کے اپنے مخصوص مفادات بھی ہیں لیکن ان دونوں مضامین کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ایک حقیقت ہمیں بخوبی تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ مستقبل میں صرف انہی ممالک میں بحران کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جہاں پر مطلق العنان بادشاہتیں ہیں آمریت ہے یا فرد واحد کی حکمرانی ہے ایسے کسی بھی ملک کو یہ اندیشہ ہے اس ہندل میں شریک نہیں کیا گیا جہاں پر جمہوری اور آئینی حکومتیں ہیں اور جہاں پر انتقالِ اقتدار کے طے شدہ مہذب اصولوں پر عمل در آمد ہوتا ہے لیکن ان تمام باتوں سے قطع نظر ایک بات ہم پاکستانیوں کے لئے تکلیف کا باعث ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا ہم اتنے گئے گزرے ہو گئے ہیں کہ آج ہر حلقے کی طرف سے ہمارے ملک کے مستقبل کے بارے میں ایسے اندیشوں کا اظہار کیا جا رہا ہے آخر اس قسم کے اندیشے اس وقت ظاہر کیوں نہ کئے گئے جب یہاں پر آئینی حکومت تھی کیونکہ اس موقع پر ہمارے سامنے شاہ ایران کا وہ انٹرویو بھی ہے جو انہوں نے پاکستان کی موجودہ حکومت کے زمانے میں ہی نیوز ویک کو دیا تھا اور جس میں پاکستان کے

> **پاکستان کے بارے**
>
> **میں غیر ملکی اخبارات**
>
> **کی بدگوئیاں بڑی**
>
> **طاقتوں کے مخصوص عزائم**
>
> **کی نشاندھی کرتی ھیں**

کچھ حصوں پر یہ کہہ کر اپنا حق جتایا تھا کہ تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے یہ حصے ہمارے ہیں چنانچہ اگر پاکستان کو کچھ ہوا تو ہم اپنے یہ علاقے واپس لے لیں گے آخر ہمارے ہمسائیوں کو اتنی جرات کس طرح ہوئی کہ وہ ہمارے ملک کے کسی بھی حصے یا علاقے کے لئے اس قسم کے الفاظ کا لیں یا ان پر اپنے استحقاق کا دعویٰ کریں دراصل ہمیں اپنے ملک کے حالات کو دوسرے ممالک کے آئینے میں دیکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آ رہی ہے کہ آج ذرائع رسل و رسائل نے دنیا کو بہت مختصر کر دیا ہے اور ایک ملک دوسرے ملک کے حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا ان حالات میں وہ خیالات اور افکار بھی ہیں جو کسی بھی ملک میں جنم لیتے ہیں اور جب ہمارے ملک کے متعلق بیرونی اخبارات کے یہ تجزیئے اور جائزے ہمارے عوام تک پہنچتے ہیں تو ان کی غیر یقینی اور بے اعتمادی کی کیفیت میں اور اضافہ کر دیتے ہیں اسی لئے ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ان حالات کا سدباب کریں جو بیرونی وقائع نویسوں کو اس قسم کی رائے قائم کرنے میں مدد دیتے ہیں روس کے مشہور مفکر لینن کا ایک بہت مشہور قول ہے وہ خارجہ پالیسی بذات خود کچھ نہیں ہے بلکہ اندرونی پالیسیوں کا عکس ہے" لینن کا یہ قول بڑے ممالک کے لئے ضرور درست ہو گا یا ایسے ممالک کے لئے جو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا جانتے ہوں لیکن ہمارے جیسے ممالک کے لئے تو اس قول میں یہ ترمیم کر کے اس کو پڑھنا چاہئے کہ اندرونی پالیسی بذات خود کچھ نہیں ہے بلکہ بڑی طاقتوں کی خارجہ پالیسی کا عکس ہے اگر ہم اس ترمیم شدہ قول کی روشنی میں دیکھیں تو ہمیں ان حقائق کا اندازہ لگانے میں کوئی دشواری نہیں ہو گی کہ چھوٹے ممالک

باقی صفحہ ۴۹ پر

پاکستان کے عوام رازداں کی رہنمائی کریں

اے لوگو ـــــ!

سیاہ قانون کا انصاف دیکھو

لے گوگو۔اے پاکستان کے باشعور، ہوشمند اور اونچ نیچ سمجھنے والے لوگو۔ یہ سطور پڑھو اور ہماری رہبری کرو۔ معاملہ بہت غور طلب ہے۔

فرض کرو تم ایک شخص کو کسی دوکان میں، کسی مکان میں نقب زنی کرتے دیکھ رہے ہو۔ تم ایک فرض شناس شہری کی طرح شور مچا دیتے ہو۔ قریب ہی تھانہ ہے۔ وہاں غفلت کی نیند سوتے ہوئے سپاہی بیدار ہوتے ہیں۔ لپک کر باہر آتے ہیں اس عرصے میں چور، چرایا ہوا سامان گٹھری میں باندھ کر سڑک کے دوسری جانب آرام سے چلا جا رہا ہے۔ تم شور مچا رہے ہو۔ پولیس والے آتے ہیں اور تمہیں گرفتار کر لیتے ہیں۔ تمہارا جرم یہ ہے کہ تم نے ایک جرم کے ارتکاب کی نشاندہی کی تھی۔ پولیس والے تم سے اس لئے ناراض ہیں کہ تم نے انھیں خواب غفلت سے بیدار کیا تھا۔ بہرحال پولیس والے تمہیں گرفتار کر چکے ہیں اور وہی چور تھوڑی دور آگے جاکر پھر نقب زنی میں معروف ہے۔

تو اے لوگو۔ ہمیں تباوٴ کیا تمہاری گرفتاری درست ہے۔ کیا پولیس کی یہ سرزنش قانون کے مطابق ہے؟

لوگو۔ ہم نے تم سے یہ سوال اس لئے کیا ہے کہ ہم ان دنوں کچھ ایسی ہی صورت حال سے ایک قانون کی وجہ سے دوچار ہیں۔ قومی اتحاد اس دور میں جب اس پر عوام کا دردمند ہونے کا بھوت سوار تھا، اس قانون کو سیاہ قانون کہا کرتا تھا۔ ہم آج بھی اس قانون کو سیاہ قانون کہتے ہیں۔ اور قومی اتحاد کے وزیروں کی ہدایت پر ہمیں بھگتنا بھی پڑتا ہے۔ اس کالے قانون کا نام "پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈی نینس" ہے۔

قصہ دراصل یہ ہے کہ ہم نے اپنے شمارے ۳۶ مورخہ ۷ ستمبر ۷۸ء میں شیر محمد مری کا ایک انٹرویو چھاپا تھا۔ شیر محمد مری نے اس میں بلوچستان کے مسائل پر بہت کھل کر باتیں کی تھیں اور غفلت کی نیند سونے والے حکمرانوں کی توجہ بلوچستان کے ان مسائل کی طرف مبذول کرائی تھی جو مزید نظر انداز کر دینے سے لاوا اگلتا آتش فشاں بن سکتے ہیں۔ جنرل شیروف ایک محب وطن بلوچ اور پاکستانی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بلوچستان کے لئے وہ حقوق چاہتے ہیں جن کی بنا پر بلوچ عوام اپنے پاکستانی ہونے پر فخر کر سکیں۔ اور ایک مطمئن شہری کی طرح زندگی بسر کر سکیں۔ وہ بلوچستان کو سڑتے ہوتے فرسودہ سرداری نظام کے جبر اور ظلم سے نکال کر اسے باعزت بلوچوں کی ایسی سرزمین بنانا چاہتے ہیں جہاں عام بلوچ سردار کے قدموں پر سر رکھ اسے خدا کا درجہ نہ دیتا ہو۔ جہاں ایک جابر اور ظالم جاگیر نجی عقوبت خانوں اور جیلوں میں اپنے مخالفین کو سسکا سسکا کر مارنے پر قادر نہ ہو شیر محمد مری بلوچستان کے وہ رہنما ہیں جنھیں پاکستان سے کوئی کمہ نہیں نہ وہ پاکستان کے دوسرے صوبوں سے نفرت رکھتے ہیں۔ انھیں اگر شکایت ہے تو پاکستان کے ان تمام رہنماؤں سے جنھوں نے جاگیرداری اور سرداری نظام میں جکڑے ہوئے بلوچستان پر ایک بڑا جاگیرداری اور سرداری نظام مسلط کر دیا ہے۔ اگر شیر محمد مری یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے وسائل کو بروئے کار لایا جائے، بلوچستان کے معدنی وسائل سے حاصل ہونے والی دولت بلوچستان پر خرچ کی جائے۔ بلوچستان کے عوام کو سرداری نظام سے نکالا جائے "انہیں باعزت شہری کی طرح زندگی گذارنے کا موقع دیا جائے۔ انھیں تعلیم صحت اور دوسرے شعبوں میں وہی سہولتیں دی جائیں جو ملک کے دوسرے صوبوں کے عوام کو حاصل ہیں تو کونسا گناہ کرتے ہیں۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ عام معافی کا اعلان بلوچوں سے سنگین مذاق ہے تو کیا غلط کہتے ہیں اسلئے کہ اس سے اُن کی مراد یہی ہے کہ عام معافی کے ساتھ ہی وہ تمام تبدیلیاں بھی بلوچستان میں لائی جائیں جن کا بلوچ عوام مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر بلوچستان میں وہی حالات پیدا ہو جائیں گے جو ایوب خان اور بھٹو کے دور میں پیدا ہوتے تھے۔

بہرحال لوگو۔ ہوا یوں کہ محکمہ داخلہ حکومت سندھ نے ہمیں ایک اظہار وجوہ کا نوٹس دیا کہ۔۔ شیر محمد مری کا یہ انٹرویو پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈی نینس عرف سیاہ قانون کی گرفت میں آتا ہے۔ لہٰذا کیوں نہ زر ضمانت مبلغ ۲۰ ہزار روپے طلب کر لیا جائے ہمارا کہنا یہ تھا جنرل شیروف یعنی شیر محمد مری صاحب نے اس انٹرویو میں جو باتیں کہیں ہیں وہی باتیں انھوں نے ملک کے دوسرے اخبارات کو بھی انٹرویو دیتے ہوئے کہی ہیں اور یہی باتیں انھوں نے مختلف پریس کانفرنسوں میں کہی ہیں جو پاکستان کے مختلف اخبارات میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ اب ہم سے کہا گیا ہے کہ ان اخبارات کے تراشے فراہم کریں ورنہ یکطرفہ کارروائی کردی جائے گی۔

یہ تراشے تو خیر ہم متعلقہ حکام کی خدمت میں پیش کر دیں گے لیکن لوگو۔ سنو، غور کرو، اور ہمیں بتاؤ کہ آخر صحافت ہے کسی چڑیا کا نام۔ صحافت کو مہذب ملکوں میں کسی بھی مملکت کا چوتھا ستون قرار دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ صحافت ایک طرح سے ملک کے لئے دماغ، اور آنکھوں کا کام کرتی ہے کیونکہ صحافت حالات و واقعات کا تجزیہ کر کے آنے والے نتائج اور خطرات کی نشاندھی کرتی ہے۔ اگر تیسری دنیا کے ممالک کے حکمراں جو بزعم خود جمہوری اقدار کے علمبردار ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں۔ صحافت کی اس حیثیت کو جان لیں اور اس کی نکتہ چینی کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ خود کو عقل کل سمجھ سمجھ کر اپنی ذات کو اور اپنی حکومت کو مملکت کا درجہ نہ دیں۔ اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ جب

باقی صفحہ ۵۰ پر

ایران ہمارا ہمسایہ ——— سفارتی مبصر کے قلم سے

ایرانی عوام کی جدوجہد آزمائش کے نئے مرحلے میں

حالیہ تبدیلیوں کا اثر تمام ہمسایہ ممالک پر پڑے گا

بالآخر شہنشاہ آریامہر محمد رضا پہلوی ایران سے چلے گئے اگرچہ بعض حلقے شہنشاہ کی ملک سے اس روانگی کو ایک سیاسی حکمتِ عملی قرار دے رہے ہیں جس کے ذریعے شہنشاہ کی خواہش ہوگی کہ ان کی غیر حاضری کے دوران ملک میں عوامی جدوجہد کی تیزی کم ہو جائے گی یا حکمرانوں کی ساحری کسی نہ کسی انداز سے عوام کے جوش و جذبہ کو سرد کرنے میں کامیاب ہو جائیگی اور وہ پہلے کی طرح اپنی فوج کے وفاداروں اور بیرونی حمایتوں کے ذریعے ایک بار پھر مسندِ اقتدار پر جلوہ فرما ہو جائیں گے۔ لیکن حالات کی شدت اس خیال کو ایک خوش فہمی سے زیادہ وقعت نہیں دیتی

ایران میں حالات نے جو رخ اختیار کر لیا ہے ان کے اثرات صرف شہنشاہ کی ذات ہی کا مسئلہ نہیں بلکہ ایران کا مستقبل اس کی زد میں ہے اور ایران میں جو کچھ بھی ہوگا اس کو اس کی سرحدوں تک محدود نہیں رکھا جا سکے گا بلکہ پورے جنوبی ایشیا، مشرقِ وسطیٰ اور بالخصوص ایران کے قریبی پڑوسی ممالک بھی اس سے متاثر ہوں گے۔ پہلوی شہنشاہیت کے زیرِ اقتدار ایران ایشیا میں بین الاقوامی سرمایہ داروں اور سامراجی مفادات کے تحفظ کی پہلی مضبوط چوکی کی حیثیت اختیار کر گیا تھا

امریکی سامراج نے ایرانی فوج کو جدید ترین اسلحہ سے اس طرح لیس کیا تھا کہ اس خطے کے تمام چھوٹے ممالک اس کے زیرِ سایہ امریکہ کی بین الاقوامی حکمتِ عملی میں تبدیلیوں کے باوجود سامراجی عملداری میں رہیں، یہی نہیں بلکہ امریکہ نے ایران کو خلیجِ فارس اور اس کے اردگرد کے ممالک کے اندرونی معاملات میں بھی دخیل بنانے کا منصوبہ بنا رکھا تھا تاکہ جب بھی ایران کے ہمسایہ ممالک میں سے کسی ملک کے عوام اپنے ملک میں جمہوری حقوق اور عوامی حاکمیت کے لئے کوئی تحریک چلائیں تو ایران اپنی سرحدوں کے تحفظ کے نام پر ان ملک کے اندر اپنی

حالات کے پیش نظر پاکستان کو اپنی خارجہ پالیسی میں جاندار انقلابی تبدیلیاں کرنا ہونگی

سامراج کے پولیس مین کا کردار ادا کر سکے، عراق اومان، اور کویت میں ایران اپنے اس کردار کا عملی مظاہرہ کر چکا تھا اور ماضی میں افغانستان اور پاکستان کے بارے میں بھی ایران نے متعدد بار اپنے سیاسی عزائم کا اظہار کیا تھا، لیکن انسانی تاریخ اپنے ارتقاء کے اصول خود مرتب کرتی ہے اور ایسے ایسے معجزے ظہور میں آتے ہیں کہ عام انسانی تو کجا دنیا کے بڑے بڑے سیاسی ماہرین اور ماہر عمرانیات بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں

ایرانی عوام جو برسہا برس سے شہنشاہیت کے پنجۂ استبداد کا شکار تھے اک سیل بے کنار کی مانند ابل پڑے، نہ ایرانی خفیہ پولیس ساوک کی سازشیں ان کا راستہ روک سکیں نہ امریکہ کے جدید ہتھیار ان کے سامنے دیوار بن سکے، انہوں نے اپنے خون میں نہا کر اپنے جمہوری حقوق کا پرچم بلند کیا اور ہزار سالہ نام نہاد شہنشاہیت کی بنیادیں اکھیڑ کر رکھ دیں، لیکن ایرانی عوام کی جدوجہد ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گئی ہے اس لئے کہ ان کی جدوجہد کا مقصد صرف شہنشاہ کو اقتدار سے علیحدہ کرنا نہیں بلکہ ایران میں ایک عوامی جمہوریت کا قیام ہے جس میں عوام اپنی قسمت کے آپ مالک ہوتے ہیں، ابھی ان کے راستے میں بہت سی رکاوٹیں ہیں، فوجی ضابطے اور مذہب کے نام پر سرمایہ دارانہ آمریت ایرانی عوام کو ان کے اصل مقصد سے ہٹانے کی ہر ممکن کوشش کرینگے اس وقت ایرانی عوام کے اصل سیاسی رہنماؤں کی سیاسی بصیرت اور حکمت عملی کا بہت بڑا امتحان ہے اور اگر انہوں نے اس لمحے کو بر وقت اور صحیح طریقے سے اپنی گرفت میں لے لیا تب ہی ایرانی قوم اپنی اس عظیم جدوجہد سے سرخرو ہو کر نکل سکے گی

ان تمام باتوں کے باوجود ایران کے حالیہ واقعات سے اس کے قریبی ہمسایہ ممالک پر گہرے اور دور رس نتائج کا مرتب ہونا قدرتی امر ہے خلیج کی عرب ریاستیں اور پاکستان جو ایران کے ساتھ جغرافیائی اور دیگر سیاسی رشتوں میں منسلک چلے آرہے ہیں ان کو سب سے پہلے اپنے انداز فکر میں تبدیلی کرنا لازمی ہو گی۔ اب ان ممالک کے حکمران طبقوں کے لئے ایرانی عوام کی عظیم قربانیوں کے پیش نظر اپنے عوام کے جمہوری حقوق اور شہری آزادیوں کی

شہنشاہ کے زوال نے ثابت کر دیا ہے کہ انسانی تاریخ اپنے ارتقا کے اصول خود مرتب کرتی ہے اور حیران کن معجزے ظہور میں آتے ہیں

جدوجہد کو نظر انداز کرنا انتہائی دشوار ہو گا اور بین الاقوامی تعلقات میں بھی بنیادی تبدیلیاں لانی ہونگی۔ ان ممالک کے حکمرانوں کا تحفظ اپنے عوام کے بھرپور تعاون اور قومی معاملات میں ان کی آزادانہ شرکت کے بغیر ممکن نہیں۔ نہ کسی سے مستعار لئے ہوئے ہتھیار انہیں عوام کے غیظ و غضب سے محفوظ رکھ سکتے ہیں نہ کسی سے ملنے والی خیرات عوام کی سماجی زندگی میں ہونیوالے شدید ہیجان کو ختم کر سکتی ہے اور نہ ہی کسی "بڑے" کی یقین دہانیاں قومی یکجہتی ملکی سلامتی اور علاقائی سالمیت کو برقرار رکھ سکتی ہیں ایران کے واقعات سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو عوام کی خاموشی کو بزدلی سمجھ بیٹھے ہیں اور طاقت کے نشے میں بدمست ہو کر دوسروں کی دھنوں پر رقص کرتے ہیں

اگرچہ ایران میں جمہوری حکومت کا قیام ایک انتہائی پیچیدہ مسئلہ ہے لیکن ایرانی قوم کو موجودہ بحرانی دور سے نکلنے کا اس کے علاوہ کوئی مجرب نسخہ نہیں تمام تر اندرونی رکاوٹوں اور امریکی ریشہ دوانیوں کے باوجود ایران میں جمہوریت قائم ہو گی اور ایران کو اپنے بین الاقوامی رشتے نئے سرے سے جوڑنے ہوں گے۔ صیہونی اور سامراجی مفادات سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر کے جمہوری امن پسند اور ترقی پسند ممالک کے ساتھ دوستانہ رویہ اپنانا ہو گا اور اپنے پڑوسی ملکوں کے ساتھ مساویانہ بنیادوں پر تعلقات قائم کرنے ہونگے

پاکستان جو ایران کا سب سے قریبی ہمسایہ اور پرانا حلیف ہے ایران میں رونما ہونیوالی تبدیلیوں سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا جہاں تک پاکستان کے عوام کا تعلق ہے انہوں نے ایرانی عوام کی حالیہ جدوجہد سے گہرا اثر قبول کیا ہے اب پاکستان کے حکمرانوں کا فرض ہے کہ وہ جتنی جلد ممکن ہو سکے ملک کے اندرونی اور بیرونی معاملات میں بنیادی تبدیلیاں لا کر حالات کے رخ کو سنبھال لیں ملک کے اندر ایک مستحکم سیاسی قیادت پیدا کرنے کے لئے فوری طور پر عام انتخابات کرائیں اور اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے سپرد کر دیں بین الاقوامی طور پر ایک ایسی مثبت اور جاندار خارجہ پالیسی اختیار کریں جو قومی مفادات پر مبنی ہو اور دنیا بھر میں ہونیوالی انقلابی تبدیلیوں کا ساتھ دے سکے بھارت اور افغانستان کے ساتھ برابری کی بنیادوں پر دوستانہ روابط اپنائیں اور سوشلسٹ ممالک کے اندرونی تضادات سے قطع نظر تمام سوشلسٹ ملکوں کے ساتھ خصوصاً سوویت یونین کے ساتھ مفاہمانہ اور ہمدردانہ تعلقات قائم کریں بصورت دیگر ان کو تاریخ کے عجائب گھر کی زینت بننے سے کوئی طاقت نہیں روک سکے گی

عنایت اللہ، ہری پور۔ ہزارہ

کارکنوں کا جوش اور ولولہ قابلِ دید تھا

ضلعی صدر ریٹائرڈ میجر فاروق شاہ، شبیر حسین ایڈووکیٹ کمال خان جدون نے خطاب کرتے ہوئے شاندار الفاظ میں جناب بھٹو کو خراجِ تحسین پیش کیا اس موقع پر سالگرہ کا کیک کاٹا گیا اور چیئرمین بھٹو کی درازیٔ عمر اور رہائی کی دعائیں مانگی گئیں۔

حویلیاں:۔ ۵ جنوری کو ظفر ہاؤس حویلیاں میں چیئرمین بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ کی تقریب منعقد ہوئی جس میں چیئرمین بھٹو کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ اس موقع پر فاروق شاہ صدر پی پی ایبٹ آباد ضلع، شبیر حسین شاہ، مرید خان جدون، ڈاکٹر عبدالودود، مسعود الرحمٰن اور چوہدری اشرف نے بھی خطاب کیا۔ بعد میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور چیئرمین بھٹو کی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

مانسہرہ:۔ مانسہرہ میں بھی چیئرمین بھٹو کی سالگرہ جوش و خروش سے منائی گئی اس موقع پر غریبوں میں کھانا اور مٹھائی تقسیم کی گئی اور چیئرمین بھٹو کی درازیٔ عمر کی دعا مانگی گئی۔

بالاکوٹ:۔ چیئرمین بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ کے موقع پر کارکنوں کا ایک اجلاس زیارت شریف میں منعقد ہوا جس میں جناب بھٹو کی درازیٔ عمر کی دعائیں مانگی گئیں۔ بعد نمازِ جمعہ پاکستان پیپلز پارٹی کے دفتر میں ایک شاندار تقریب منعقد ہوئی جس میں جناب بھٹو کی سالگرہ کے سلسلے میں سینکڑوں افراد میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

ہری پور ہزارہ:۔ پیپلز پارٹی ہری پور سٹی کے زیرِ اہتمام چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ جوش و خروش سے منائی گئی۔ اس تقریب میں جو کہ سٹی پیپلز پارٹی کے صدر اورنگ زیب قریشی کی رہائش گاہ پر ہوئی، قرآن خوانی کی گئی، سالگرہ کا کیک کاٹا گیا، چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی درازیٔ عمر، صحت اور رہائی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ اس تقریب سے پی پی ہری پور کے صدر اورنگ زیب خان قریشی، پی ایس ایف کے رہنما جناب اسلم اعوان، پی پی انڈسٹریل ایریا کے جنرل سیکرٹری گلزار نے خطاب کیا اور چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا اجلاس میں عبدالصمد جاوید جنرل سیکرٹری پی پی پی ہری پور، نثار احمد جعفری صدر پی پی انڈسٹریل ایریا، ڈاکٹر محمد شریف بی اے قریشی اور ہری پور کالج کے نو منتخب عہدیداران یونین نے بھی شرکت کی۔

ٹی اینڈ ٹی کالونی ہری پور:۔ پاکستان پیپلز پارٹی انڈسٹریل ایریا کے جنرل سیکرٹری گلزار اعوان کی رہائش گاہ پر پی ایس ایف ہری پور کے زیرِ اہتمام چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ پورے جوش و خروش سے منائی گئی اس تقریب میں کارکنوں اور طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ سالگرہ کا کیک کاٹا گیا چیئرمین بھٹو کی درازیٔ عمر رہائی اور صحت کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ غبارے ہوا میں چھوڑے گئے جس کے ساتھ "قائدِ عوام" کی رنگین تصویریں آویزاں تھیں اس موقع پر کارکنوں نے چیئرمین بھٹو زندہ باد، پاکستان پیپلز پارٹی زندہ باد کے پرجوش نعرے لگائے رات کو پی پی پی انڈسٹریل ایریا کے دفتر اور سالگرہ منائے جانے کی جگہ پر چراغاں کیا گیا۔
اجتماع سے پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن ہری پور کے آرگنائزر محمد جاوید حیات، اباسین سٹوڈنٹ یونین کے صدر جمشید خان درانی، جنرل سیکرٹری گلزار اعوان پی پی پی ہری پور کے صدر اورنگ زیب خان قریشی

ضلعی ممبر حکیم محمد رشید نے خطاب کیا۔ گلزار اعوان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے کونے کونے میں چیئرمین بھٹو کی سالگرہ کی تقاریب منائی جا رہی ہیں جبکہ چیئرمین پھانسی کی کوٹھڑی میں بند ہیں اس سے دنیا جان گئی ہے کہ چیئرمین بھٹو پاکستانی عوام کے دلوں میں بستے ہیں ان کی عقیدت کو عوام کے دلوں سے کم نہیں کیا جا سکتا۔ ان تقاریب سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ بھٹو صرف ایک شخص کا نام نہیں ہے بلکہ استحصال زدہ طبقے کی آواز کا نام ہے جو عالم اسلام اور تیسری دنیا سے اٹھ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ چیئرمین بھٹو کے مشن کو جاری رکھیں گے۔

سی تنظیم کے صدر اورنگ زیب خان قریشی نے خطاب کرتے ہوئے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے موجودہ سول حکومت پر شدید نکتہ چینی کی انہوں نے اس بات کا عہد کیا کہ چیئرمین بھٹو کے مشن کو آگے بڑھانے میں وہ ہر طرح کی قربانی دیں گے۔ ضلعی ممبر حکیم محمد رشید نے چیئرمین بھٹو کو شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ آخر میں اجلاس کے صدر پی ایس ایف کے ممتاز رہنما اسلم اعوان نے اجتماع سے خطاب کیا۔

کھلابٹ ٹاؤن شپ ہری پور، کھلابٹ ٹاؤن سیکٹر نمبر ۴ میں چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ کے موقع پر سلطان احمد کی رہائش گاہ پر قرآن خوانی کی گئی اور غریبوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

کھلابٹ ٹاؤن سیکٹر ۱ میں صوبیدار نادر خان صدر پی پی کھلابٹ ٹاؤن کی رہائش گاہ پر چیئرمین بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ جوش و خروش سے منائی گئی اس موقع پر قرآن خوانی کی گئی چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ پر انہیں شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اجتماع سے خان احمد نواز خان، سابق ایم پی اے، صوبیدار نادر خان نے خطاب کیا اور چیئرمین بھٹو کو خراج تحسین پیش کیا آخر میں چیئرمین بھٹو کی درازی عمر صحت اور رہائی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

سرائے صالح ہری پور، پاکستان پیپلز پارٹی سرائے صالح نے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ کے موقع پر نائب صدر پی پی پی سرائے صالح کی رہائش گاہ پر ایک شاندار تقریب منعقد ہوئی جس میں گاؤں اور مضافات کی کثیر آبادی نے شرکت کی اس تقریب میں قرآن خوانی ہوئی بعد میں کارکنوں نے غریبوں اور مساکین میں کھانا تقسیم کیا۔

قائد عوام اور دیگر رہنماؤں کی رہائی، صحت اور درازی عمر کی خصوصی دعائیں مانگی گئیں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ تمام سیاسی اسیروں، مزدوروں طالبعلموں کو رہا کیا جائے۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن سے قائد عوام کے خلاف شرانگیز پروپیگنڈہ فوراً بند کیا جائے۔

بٹل ہزارہ :۔ پاکستان پیپلز پارٹی بٹل کے زیر اہتمام چیئرمین بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ پورے جوش و خروش سے منائی گئی۔ اس موقع پر چپے چپے کے کارکنوں نے کثیر تعداد میں اجلاس میں شرکت کی اجتماع سے پی پی پی بٹل کے مقامی رہنماؤں نے خطاب کیا قرآن خوانی کی گئی اور چیئرمین بھٹو کی درازی عمر اور صحت و رہائی کے لئے دعائیں مانگی گئیں

ہری پور سنٹرل جیل :۔ ہری پور سنٹرل جیل میں پشاور، مردان اور ہری پور کے اسیران نے عظیم قائد ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ منائی۔ کیک کاٹا گیا۔ چیئرمین بھٹو، ملک کی سلامتی اور جمہوریت کی بحالی کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی بیکہ نوٹ وارڈ کے صدر ڈاکٹر ناز درانی پاکستان پیپلز پارٹی صوبہ سرحد کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل خان بہادر امان پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن صوبہ سرحد کے چیف آرگنائزر، پرویز اختر رانا نے اپنے ایک پیغام میں کہا ہے کہ ساری دنیا چیئرمین بھٹو کی کردار کشی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہتھکنڈے کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔

مردان :۔ پاکستان پیپلز پارٹی مردان کے ضلعی دفتر میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ منائی گئی۔ قرآن خوانی کی گئی رات کو چراغاں کیا گیا۔ ضلع مردان کے صدر سردار الدین کے علاوہ کثیر تعداد میں کارکنوں نے اجلاس میں شرکت کی ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قائد عوام کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ بند کیا جائے۔

بنوں ۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ کے موقع پر پیپلز پارٹی ضلع بنوں کا ایک اجتماع جنرل سیکرٹری جناب سلیم دل خان کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چیئرمین کی عظمت کو سلام کرتے ہیں لیکن عوام کے ٹھکرائے ہوئے دائیں بازو کے لیڈران بھٹو دنیا کے عظیم رہنما اور اسلامی سربراہ کانفرنس کے چیئرمین جناب بھٹو ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ کے فیصلے کے منتظر ہیں جبکہ ان کے کارنامے پورے عالم اسلام بلکہ دنیا میں ایک آئینے کی مانند عیاں ہیں اجتماع میں فخر ایشیا قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی درازی عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

مینگورہ سوات :۔ ضلع سوات میں مینگورہ کے مقام پر پاکستان پیپلز پارٹی مینگورہ کے زیر اہتمام قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ کی تقریب ڈاکٹر محبوب الرحمن سابق اسسٹنٹ سرکار خاص کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی۔ جس میں سابق وزیر خوراک دوست محمد خان، ڈاکٹر محبوب الرحمن، ضلع سوات پی پی پی کے جنرل سیکرٹری محمد عثمان، حاجی فرید اور کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف کاغذی مہم اور ریڈیو اور ٹیلیویژن پر جناب بھٹو کی کردار کشی کی یک طرفہ مہم ختم کی جائے۔

۲۔ صوبائی اور بلدیاتی نامزدگیوں کے بجائے فوراً عام انتخابات منعقد کئے جائیں۔

۳۔ چیئرمین بھٹو کا مقدمہ سپریم کورٹ میں آخری مراحل میں ہے اس موقع پر یحییٰ خان اور ظہور الٰہی کے حالیہ بیانات نے توہین عدالت کا ارتکاب کیا ہے

۴۔ تمام سیاسی کارکنوں، مزدوروں اور طالبعلموں کو رہا کیا جائے آئندہ بے نظیر بھٹو کی نظر بندی ختم کی جائے۔

۵۔ ملک میں گرانی اور بیروزگاری ختم کی جائے۔

کوہاٹ :۔ چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ کے موقع پر کوہاٹ میں ڈاکٹر نسیم گل کی رہائش گاہ پر سالگرہ کی تقریب جوش و خروش سے منائی گئی۔ قرآن پاک ختم کیا گیا بعد میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی درازی عمر، رہائی اور صحت، جمہوریت کی بحالی اور پاکستان کی سالمیت کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت حاجی بہادر صاحب کے مزار پر چادر چڑھائی گئی اور چیئرمین بھٹو کے لئے پرنم آنکھوں سے دعا مانگی گئی۔ اس موقع پر سٹی صدر محمد فاضل پراچہ، محمود اسلام ایڈووکیٹ، ڈاکٹر نسیم گل، مشہور شاعر ساحر نقوی، رشید حسین نقوی مظہر علی ایڈووکیٹ، ماسٹر مرید شاہ زمان اور دیگر پارٹی کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی

صوبہ سرحد کی خواتین نے بھی
قائد عوام کی سالگرہ جوش وخروش سے منائی

پیپلز پارٹی صوبہ سرحد کی خواتین نے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ پورے جوش وخروش سے منائی اس موقع پر قرآن خوانی کی گئی سینکڑوں کیک کاٹے گئے اور غریبوں میں کھانا تقسیم کیا گیا اس موقع پر خواتین نے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی درازی عمر اور صحت، بحالی جمہوریت اور پاکستان کی سالمیت کی خاطر دعائیں مانگیں، سالگرہ کی خصوصی تقریبات، ہزارہ مردان پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، سوات اور کوہاٹ میں منعقد ہوئیں۔ ان اجتماعات میں خواتین نے اس بات کا عہد کیا کہ وہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے دئیے ہوئے اصولوں پر بیگم نصرت بھٹو کی رہنمائی میں عمل پیرا رہیں گی اس ملک میں جمہوریت کی بحالی، آئین کی بالادستی اور عوام کے حقوق حاصل کرنے کی جدوجہد آگے بڑھائیں گی اور استحصالی معاشرہ کو ختم کرنے کی کوششوں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں گی

سالگرہ کی خصوصی تقریبات

(۱) ہزارہ

ایبٹ آباد: - پی پی پی شعبہ خواتین کے زیر اہتمام قائد عوام کی ۵۱ ویں سالگرہ کے موقع پر ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی، جس کی صدارت ہزارہ پی پی پی شعبہ خواتین کی سیکرٹری جنرل بیگم خلیل نے کی، اس موقع پر خواتین نے قرآن خوانی کی، قائد کی رہائی اور صحت کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں، خواتین نے ریڈیو اور ٹی وی پر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف شر انگیز پروپیگنڈے کی شدید مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس پروگرام کو فوراً بند کیا جائے

مانسہرہ: - ہزارہ ڈویژن میں مانسہرہ تحصیل میں بھی سالگرہ کی خصوصی تقریبات بیگم شاہ جہاں کی صدارت میں سرفراز خان کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئیں خواتین کے اجتماع سے بیگم نرگس اور بیگم شمیم نے بھی خطاب کیا اور پیپلز پارٹی کی حکومت کی اصلاحات پر روشنی ڈالی

ہری پور ہزارہ: - ٹی اینڈ ٹی کالونی ہری پور میں بیگم نثار احمد جعفری کی رہائش گاہ پر چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ جوش وخروش سے منائی گئی، جس میں کثیر تعداد میں خواتین نے حصہ لیا، خواتین نے قرآن خوانی کی، چیئرمین بھٹو کی درازی عمر اور صحت کیلئے دعائیں مانگی گئیں، سالگرہ کا کیک کاٹا گیا، خواتین کے اجتماع سے مسز نثار احمد جعفری اور مسز مرتضیٰ احسن جعفری نے خطاب کیا اور کہا کہ چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ خواتین کی عقیدت مردوں سے زیادہ ہے گزشتہ انتخابات میں بھی خواتین نے بھاری اکثریت میں پیپلز پارٹی کے حق میں ووٹ دیئے تھے

ہری پور شہر: - ہری پور شہر میں بیگم عبدالصمد کی رہائش گاہ پر خواتین نے قرآن خوانی کی خواتین کے اجتماع سے بیگم ریحانہ جنرل سیکرٹری پی پی پی شعبہ خواتین ہری پور نے خطاب کیا

پشاور: - چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ کے موقع پر صوبائی دارالحکومت پشاور میں پیپلز پارٹی صوبہ سرحد کے زیر اہتمام خصوصی تقریبات منعقد کی گئیں پاکستان پیپلز پارٹی صوبہ سرحد کی جنرل سیکرٹری مہر النساء آفریدی ایڈووکیٹ بیگم سعید انور صدر ضلع پشاور، بیگم فدا صدر پشاور بیگم وحید حسینی صدر تحصیل پشاور کی رہائش گاہوں پر کثیر تعداد میں خواتین نے سالگرہ کے اجتماعات میں حصہ لیا، خواتین نے قرآن خوانی کی جس کے بعد چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی درازی عمر رہائی اور صحت کے لئے خصوصی دعائیں مانگیں خواتین کے اجلاس سے بیگم ذاکرہ اسلم، بیگم آغا علی سجاد، بیگم سعیدہ ممتاز، بیگم حسن آرا بیگم قیوم، بیگم ممتاز خالق اور دوسری خواتین نے خطاب کیا خواتین نے اس بات کا عہد کیا کہ وہ قائد عوام کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینگی

کوہاٹ: - کوہاٹ پیپلز پارٹی کے زیر اہتمام عظیم قائد ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ پر بیگم مشتری افتخار اور بیگم قمر زیدی کے گھروں میں تقریبات منعقد ہوئیں جن میں خواتین نے قرآن خوانی کی اور عظیم قائد چیئرمین بھٹو کی صحت درازی عمر اور رہائی کے لئے دعائیں مانگیں اجلاس سے خواتین نے خطاب بھی کیا

مردان: - چیئرمین بھٹو کی ۵۱ ویں سالگرہ کے موقع پر مردان میں بیگم افسر جہاں بیگم سردار علی خان، بیگم پروین نازلی کے گھروں میں خصوصی تقریبات ہوئیں ان میں کثیر تعداد میں خواتین نے حصہ لیا، قرآن خوانی کی گئی بیگم سردار علی خان نے اس موقع پر محفل سماع کا خصوصی اہتمام کیا

ڈیرہ اسماعیل خان: - ذوالفقار علی بھٹو فخر ایشیاء کی سالگرہ کے موقع پر ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی سالگرہ کی تقریبات منعقد ہوئیں خواتین کے اجتماعات بیگم سلمیٰ بابرہ بیگم کلثوم ملک اور بیگم جعفری کے گھروں پر منعقد ہوئیں جہاں خواتین نے قرآن خوانی کی اور اپنے محبوب رہنما کی درازی عمر، صحت اور رہائی کے لئے دعائیں مانگی گئیں

سوات: - سوات میں چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ کی خصوصی تقریبات میں علیم الرحمان اور مس عابدہ کے گھروں میں منعقد ہوئیں۔ اس موقع پر قرآن خوانی کی گئی اور غریبوں میں کھانا تقسیم کیا گیا

نصرت عطیہ کی شخصیت پشاور اور صوبہ سرحد میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہے اُنھوں نے اسکول کے زمانے سے ہی طلباء کی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا اور اب تک طالب علموں کی سیاست سے منسلک ہیں۔ انھوں نے مری کے اسکول سے میٹرک پاس کیا ہری پور ہزارہ گرلز کالج میں داخلہ لیا اس کالج میں پہلے سال جوائنٹ سیکریٹری کے بعد جنرل سیکریٹری اور بعد میں صدر بنیں۔ انھوں نے اسی کالج سے ایف اے اور بی اے کیا۔ اور بعد میں جامعہ پشاور میں ایم اے میں داخلہ لیا اور وہ پہلے ہی سال اپنی کلاس میں کلاس نمائندہ منتخب ہوئیں اس سال اُنھوں نے جامعہ پشاور کی اسٹوڈنٹس یونین کے لئے نائب صدر کے لئے انتخابات میں حصّہ لیا اور اسلامی جمعیت طلباء کے اُمیدوار کو ووٹوں کی ایک کثیر تعداد سے شکست دی۔ نصرت عطیہ کی زندگی کا یہ ساتواں الیکشن تھا جس میں اُنھیں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ نصرت عطیہ ایک اچھی مقررہ ہیں اور وہ ہمیشہ تقاریر کے مقابلوں میں حصّہ لیتی رہی ہیں اس میں انھوں نے کئی ٹرافیاں بھی حاصل کی ہیں۔ ان کے پسندیدہ شاعر فیض احمد فیض، احمد فراز اور ساحر لدھیانوی ہیں ادیبوں میں سعادت حسین منٹو اور کرشن چندر کو پسند کرتی ہیں۔ کھیلوں میں والی بال اور ٹیبل ٹینس کھیلتی ہیں اور اس میں کئی ایوارڈ حاصل کرچکی ہیں۔ نصرت عطیہ سے ہماری ملاقات پچھلے دنوں جامعہ کراچی میں ہوئی جہاں وہ اپنی جامعہ کے شعبہ سیاسیات کی طالبات کو لے کر کراچی کے دورے پر آئی ہوئی تھیں۔

ملاقات: عاقل لودھی

انجمن طلبہ جامعہ پشاور کی نائب صدر

نصرت عطیہ کہتی ہیں

"صوبہ سرحد اب نیپ یا این ڈی پی کا گڑھ نہیں رہا"

سوال:۔ جامعہ پشاور میں آپ کی کامیابی کی وجہ کیا تھی؟

جواب:۔ پشاور اور صوبہ سرحد کے عوام اور طلباء کی سوچ تبدیل ہو رہی ہے۔ اب سرحد نیپ یا این ڈی پی کا گڑھ نہیں رہا۔ اب وہاں پیپلز پارٹی آگے بڑھ رہی ہے وہاں کے عوام نیپ اور جمعیت علماء اسلام کی حکومت کو آزما چکے ہیں۔ دوسری وجہ وہاں کے عوام کے بڑھتے ہوئے مسائل ہیں جن کا براہ راست اثر طلباء پر پڑتا ہے۔ سابقہ حکومت نے عوام کے کچھ مسائل حل کئے تھے مگر موجودہ دور میں مسائل میں اضافہ ہوا۔ اور موجودہ حکومت کو سرحد کی ایک بااثر جماعت این ڈی پی کھلے بندوں تو نہیں لیکن پس پردہ سپورٹ کررہی جس کی بنا پر وہاں کے عوام اور باشعور طلباء نے اس جماعت اور ذیلی جماعت پختون اسٹوڈنٹس فیڈریشن سے علیحدہ ہونا شروع کردیا ہے اب اُن کا جھکاؤ پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی جانب ہے پی ایس ایف کے دوسرے گروپ نے جس کو افراسیاب خٹک کی حمایت حاصل ہے، جامعہ پشاور کے الیکشن میں بعض عہدوں پر ہماری حمایت کی تھی۔ پھر ہماری کامیابی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ہم اپنی انتخابی مہم میں پی پی پی اور بھٹو زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے اور الیکشن ہم صرف بھٹو کے نام پر جیتے ہیں۔ اسی طرح پشاور اور صوبہ سرحد کے کالجوں میں بھی پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے بڑی کامیابیاں حاصل کیں ہیں۔ اور ایک بڑی تعداد میں ہمارے پورے پینل کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ کامیابی موجودہ سیاست کی تبدیلی ہے۔

سوال:۔ جامعہ پشاور کے طلباء کے مسائل حل کرنے کے لئے آپ نے کیا جدوجہد کی؟

جواب:۔ الیکشن جیتنے کے بعد ہمارا پہلا کام تھا کہ ہم جامعہ کے مسائل کو حل کرائیں مگر سرحد کے اعلیٰ حکام ہم سے قطعی تعاون کرنے کے لئے تیار نہ تھے جس کی وجہ سے ۱۸ اکتوبر ۸۷ء کو ہم نے چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق سے ملاقات کی جو صوبہ سرحد کے دورے پر آئے ہوئے تھے ہمارا وفد ۱۱ افراد پر مشتمل تھا اسی ملاقات میں ہم نے جنرل ضیاء صاحب کو ۲۵ مطالبات پر مشتمل

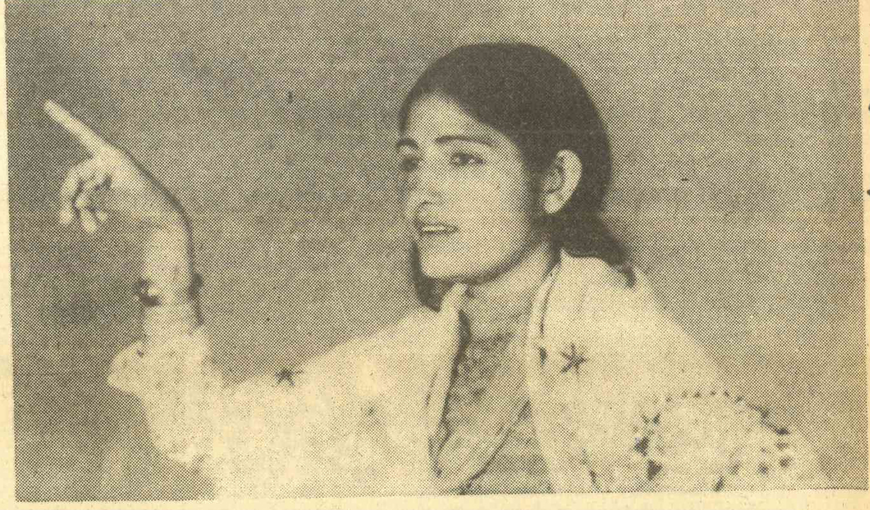

خواتین کی علیحدہ یونیورسٹی قائم کرنے کی بجائے موجودہ یونیورسٹیوں کی حالت بہتر بنائی جائے

ایک یادداشت پیش کر دی۔ جس پر جنرل صاحب نے ہم سے کہا کہ تم کوئی غیر ملکی ہو جو ہم تمہارے مطالبات پر غور کریں یا اُنہیں تسلیم کریں۔ ہم نے اُنہیں بتایا کہ طلباءٔ آپ کے پاس مطالبات لے کر آئے ہیں جس طرح سابقہ حکومتوں کے پاس جاتے رہے ہیں وفد کے ارکین نے مجھے منع کیا ہوا تھا کہ میں جنرل صاحب سے مطالبات کے سلسلے میں زیادہ بحث نہ کروں۔ جب میں نے دیکھا کہ مطالبات کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے تو میں نے چلتے وقت جنرل صاحب کو ایک پرچہ خاموشی سے لکھ کر دے دیا کہ "بھٹو کو فوری طور پر رہا کیا جائے" جنرل ضیاء نے وہ پرچہ پڑھا میں نے اُن کی طرف دیکھا تو مجھے یوں لگا گویا وہ بہت غصے میں ہوں ملاقات کے دوسرے دن ہم نے جامعہ کے طلباءٔ و طالبات سے ہڑتال کی اپیل کی اور جلوس کی رہنمائی کرنے کے لئے اپنا نام پیش کیا۔ جس کے بعد جامعہ میں طلباءٔ کے مسائل کے حل کے لئے جلوس نکالا گیا جس میں حکومت کی مذمت کی گئی تھی

سوال :۔ کیا آپ نے جامعہ پشاور میں پیپلز پارٹی کے لیڈروں کو بلایا ؟

جواب :۔ ہم نے الیکشن کے بعد حلف وفاداری کے موقع پر پی پی پی کے لیڈر نصیر اللہ بابر اور جسٹس یعقوب علی کو بلایا تھا۔ مگر مارشل لاء حکام نے ان دونوں حضرات کو روک دیا۔ جس کے بعد حلف وفاداری کے لئے اپنی کیبنٹ کے ممبر کو بلایا اور اُس کو مہمان خصوصی بنایا اور ایک کرسی پر مسٹر بھٹو کی تصویر رکھ کر صدارت کروائی۔ جس پر جامعہ کی رجعت پسند انتظامیہ اور جماعت اسلامی اور دیگر جماعتوں پر بوکھلاہٹ طاری ہو گئی لیکن وہ ہماری طاقت کے آگے کچھ نہ کر سکے۔

سوال۔ کیا آپ خواتین کے لئے علیحدہ یونیورسٹی کے قیام کی حمایت کرتی ہیں ؟

جواب :۔ آج کل سائنسی دور ہے انسان چاند اور مریخ پر پہنچ گیا ہے۔ خلاؤں پر کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن ہمارے یہاں کے رجعت پسند خود خلاؤں میں منڈلا رہے ہیں اُن کے گھر کی خواتین خود امریکہ اور برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور یہی لوگ پاکستان میں علیحدہ خواتین یونیورسٹی کے قیام کا نعرہ لگا رہے ہیں حالانکہ ہمارے ملک کے بعض اداروں میں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ محنت اور جدوجہد کر رہی ہیں۔ مثلاً بنک، نرسنگ، پی آئی اے اور تعلیمی اداروں کے علاوہ خود پولیس میں بڑے پیمانے پر خواتین کو شامل کیا گیا ہے۔ اگر خواتین کے لئے علیحدہ یونیورسٹی قائم کی گئی تو کیا پاکستان کی حکومت خواتین کے لئے علیحدہ ملازمتوں کا بندوبست کرے گی۔ اگر کسی بھی حکومت نے اس قسم کی احمقانہ حرکت کی تو اس سے کچھ نہ حاصل ہوگا بلکہ دوسرے ممالک ہم پر ہنسیں گے۔ اس وقت تمام اسلامی ممالک میں مخلوط تعلیم عام ہے تو کیا ہم علیحدہ خواتین یونیورسٹی قائم کر کے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اصلی مسلمان تو ہم ہیں۔ اور انھیں اسلام کی ہوا تک نہیں لگی مخلوط تعلیم سے طلباءٔ اور طالبات ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور تعلیمی میدان میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی جدوجہد کرتے ہیں حکومت اگر کروڑوں روپے سے خواتین یونیورسٹی قائم کرنا چاہتی ہے اُس کو چاہیئے کہ وہ ان کروڑوں روپوں سے موجودہ یونیورسٹیوں کی حالت سدھارے

سوال :۔ کراچی کے طلباءٔ و طالبات کے بارے میں آپ کیا تاثرات لے کر جا رہی ہیں۔

جواب :۔ کراچی کے طلباءٔ اور طالبات کے بارے میں میرے تاثرات بہت اچھے ہیں کیونکہ کراچی کے طلباءٔ و طالبات باشعور ہیں اور وہ ملک کے تمام حالات اور واقعات سے باخبر ہیں۔ خاص کر جامعہ کراچی کے طلباءٔ و طالبات کے بارے میں تاثرات بہتر ہیں کیونکہ مجھے یہاں مہمان کے طور پر رہنے کا موقع حاصل ہوا ہے۔ جامعہ کراچی کے طلباءٔ و طالبات سے ملاقات بھی ہوتی ہیں جس کے بعد میں نے اندازہ لگایا کہ یہاں کے طلباءٔ اور طالبات واقعی سیاسی طور پر بہت بیدار ہیں

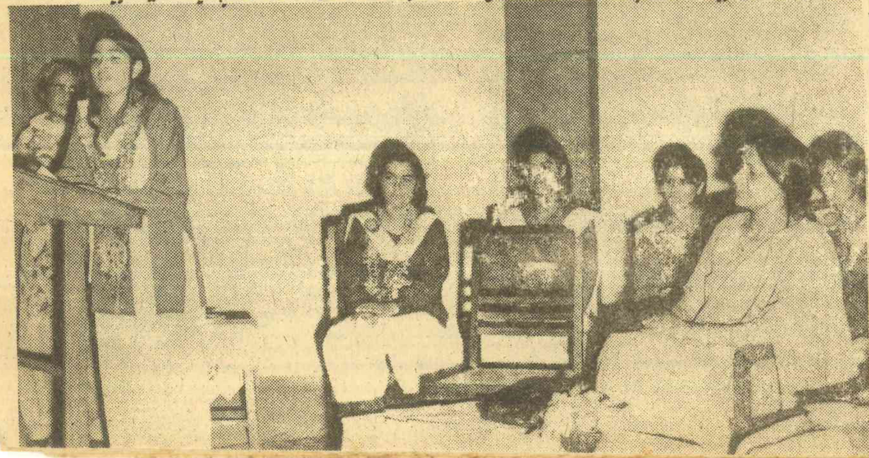

ملاقات:- محمد اقبال رانا

پیپلز پارٹی تحصیل حاصل پور کے صدر ڈاکٹر راؤ اختر علی کہتے ہیں

"قیامِ پاکستان کے مخالفین انتقامی جذبہ کے تحت نظریۂ پاکستان کے ہمدرد بن گئے ہیں"

ڈاکٹر راؤ اختر علی سابق ممبر صوبائی اسمبلی اور پیپلز پارٹی تحصیل حاصل پور کے صدر ہیں ان کا شمار بہاولنپور ڈویژن کے مدبر سیاست دانوں میں ہوتا ہے وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک جیالے کارکن اور قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے ادنیٰ سپاہی ہونے کی حیثیت سے پارٹی میں سرگرم عمل ہیں انہوں نے اس کٹھن دور میں اپنی سیاسی بصیرت سے پارٹی کو مضبوط کیا اور اپنی مصروفیات کو پارٹی اور قائد عوام کے لئے صرف کر رکھا ہے انہوں نے انٹرویو دیتے ہوئے قائد عوام اور قائمقام چیئرمین نصرت بھٹو پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے ہمارے نمائندے کو یہ انٹرویو دیا جو نذر قارئین ہے۔

س ۔آپ کے ذہن میں نظام مصطفیٰ کا تصور کیا ہے

ج ۔ میرے خیال میں نظام مصطفیٰ ایک متنازعہ اصطلاح ہے کیونکہ مختلف مکاتب فکر کے علماء نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے نظام مصطفیٰ کی اصطلاح سے اختلاف رکھنے والے اصحاب نے نظام شریعت کو صحیح اصطلاح قرار دیا ہے کیونکہ نظام شریعت، خداوند تعالیٰ کا قانون بذریعہ انبیاء کرام نافذ ہوتا ہے اور مختلف ادوار میں جو بھی خدائی قانون بذریعہ انبیاء کرام نافذ ہوئے وہ بذریعہ وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام تک پہنچے مثال کے طور پر شراب اسلام کے ابتدائی دور میں منع نہ تھی لیکن جب خداوند تعالیٰ کا حکم آگیا تو فوراً بند ہوگئی اب نظام مصطفیٰ کو ایک نعرے کی شکل دے دی گئی ہے کیونکہ ہر مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتا ہے موجودہ وقت میں نظام مصطفیٰ کا نعرہ لگانے والے علماء کی اکثریت ماضی میں اس اصطلاح کو غلط قرار دے چکی ہے

س ۔کیا پیپلز پارٹی ملک میں نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کا ارادہ رکھتی ہے؟

ج ۔ جہاں تک پیپلز پارٹی کا تعلق ہے وہ بھی مسلمانوں کی جماعت ہے اس کے منشور یا اس کے دور حکومت میں بنائے ہوئے آئین کو پڑھ کر ہر ذی فہم شخص یقین کر سکتا ہے آئین کی رو سے ملک کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا تھا اور موجودہ قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کا وعدہ کیا گیا تھا اس سلسلہ میں اسلامی نظریاتی کونسل بھی تشکیل دی گئی تھی جسکو مقررہ معیاد میں رپورٹ پیش کرنا تھی اور نتیجتہً اسمبلی نے قوانین میں ترمیم کرنی تھی پاکستان پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت میں چند اہم اسلامی خدمات سر انجام پائیں۔ مثلاً فریضہ حج کی فراخدلانہ پالیسی قرآن پاک کی غلطیوں سے پاک طباعت مذہبی امور کے لئے علیحدہ وزارت کا قیام جمعہ کی ہفتہ وار چھٹی، شراب و جوئے پر پابندی، اتحاد بین المسلمین کے سلسلہ میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد قادیانیوں کو اقلیت قرار دینا وغیرہ، ان اقدامات سے دوررس نتائج کی توقع تھی لیکن اسلام

پیپلز پارٹی اسلام سے باہر کسی قسم کا نظام قبول نہیں کرے گی

کے دشمنوں نے اپنا جال پھیلا کر تمام منصوبے ختم کر دیئے

س:- نظریۂ پاکستان اور صوبوں کی خود مختاری کے بارے میں آپ کا کیا موقف ہے؟

ج:- عام لوگوں نے نظریہ پاکستان کو نعرہ کی شکل دے دی ہے حالانکہ پاکستان کی تشکیل سے قبل نظریۂ پاکستان کا مطلب یہ تھا کہ اس برصغیر کے مسلمانوں کو ایک ایسا وطن درکار ہے جہاں وہ اپنی مذہبی سیاسی سماجی اور اقتصادی ترقی کے لئے آزادانہ کوشش کر سکیں اور کسی غیر کی جانب سے اس میں مداخلت نہ ہو لیکن جو لوگ نظریۂ پاکستان کے مخالف تھے انہوں نے پاکستان میں آ کر اس نظریۂ کو محدود کر دیا ہے اور اس کی شکل

قومی اتحاد کی پارٹیوں کو سیاسی چھوٹ حاصل ہے

اس سے اختلاف رکھنے والوں پر پابندیاں ہیں

لگاڑنے کی کوشش کی، نظریہ پاکستان کو صرف مذہبی رنگ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے حالانکہ تقسیم سے قبل مسلمانوں نے نہ صرف مذہبی بلکہ سیاسی سماجی اور اقتصادی آزادی کے لئے بھی جدوجہد کی تھی جو کہ انگریز اور ہندو کے تسلط اور اکثریت کی وجہ سے پاکستان نہ بننے کی صورت میں ناممکن تھی لیکن بدقسمتی یہ ہوئی کہ نظریہ پاکستان کے حامی سیاسی و مذہبی لیڈر، مثلاً قائد اعظم مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور پیر جماعت علی شاہ صاحب جیسے لوگ جلد ہم سے جدا ہو گئے اور نظریہ پاکستان کے مخالفین پاکستان کی سیاست پر چھا گئے جسکی مثال مولانا مودودی، مولانا مفتی محمود اور خان ولی خان جیسے لوگ ہیں اب یہ لوگ انتقامی جذبہ کے تحت نظریہ پاکستان کے ہمدرد بن کر اپنی انتقام کی آگ بجھا رہے ہیں صوبائی خودمختاری جیسے مسائل بھی انہی لوگوں کے پیدا کردہ ہیں کیونکہ صوبائی خودمختاری کی حد سے زیادہ مانگ بھی درحقیقت پاکستان کو ختم کرنے کی سازش کا حصہ ہے

س۔ ملک کے موجودہ سیاسی حالات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج۔ اسوقت ملک کے سیاسی حالات بہت خراب ہیں یہ صرف سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کی وجہ سے ہے کیونکہ پابندیاں لگنے سے شرپسند عناصر اور تخریب کار زیر زمین سرگرم ہو جاتے ہیں عوام کو صحیح صورتحال کا پتہ نہیں چلتا کیونکہ پابندیوں سے صورتحال بظاہر پرسکون نظر آتی ہے موجودہ وقت میں کچھ نہ کچھ آزادی صرف قومی اتحاد کی پارٹیوں تک محدود ہے جو کہ حکومتی پارٹی ہے جبکہ اُن سے اختلاف رکھنے والے لوگوں کو اظہار رائے کی آزادی بھی نہیں ہے اس صورتحال میں خرابی کے سوا اور کیا پیدا ہو سکتا ہے

س۔ پاکستانی عوام کی اکثریت سوشلزم سے کیا مطلب لیتی ہے اور پیپلز پارٹی کن معنوں میں اسے قبول کرتی ہے

ج۔ پاکستانی عوام کے سامنے سوشلزم کی اصطلاح کو غلط رنگ میں پیش کر دیا گیا ہے اب عوام سوشلزم کو اسلام کے مقابلہ کا نظام سمجھنے لگے ہیں حالانکہ اسلام ایک آفاقی دین ہے جو مکمل ضابطہ حیات ہے جسمیں ہر قسم کی دینی سماجی اور اقتصادی تعلیم موجود ہے جب کہ سوشلزم صرف اقتصادی مسائل کے حل کے لئے ایک نیا نظام ہے آپ کو معلوم ہے کہ بیشتر عرب ممالک میں، عرب سوشلسٹ یونین ایک حکومتی پارٹی کی حیثیت سے حکومت کر رہی ہے وہاں کے عوام اور علماء نے اس پارٹی کو اسلام کے خلاف قرار نہیں دیا۔ درحقیقت سوشلزم کو اسلام کے مقابلہ میں لانا ہی اسلام کی توہین ہے پاکستان پیپلز پارٹی نے اس ملک کے اقتصادی اور سماجی ڈھانچے کو بدلنے کے لئے عام اصطلاح کے طور پر سوشلزم کو اپنے منشور میں شامل کیا تھا ورنہ پارٹی کا اسلام سے باہر کسی قسم کے نظام کو قبول کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

س۔ پاکستان بننے کے بعد آج تک ہماری لیڈرشپ کا معیار کیا رہا ہے؟

ج۔ پاکستان کے قیام کے بعد قوم کے مخلص لیڈر ہم سے جدا ہو گئے اور جو خلاء پیدا ہوا اس سے پاکستان کے مخالفین نے خوب فائدہ اٹھایا اور مختلف روپ بدل بدل کر پاکستان کی سیاست پر قابض ہو گئے انہوں نے نوکر شاہی کے ذریعہ حکومت کی ۱۹۷۰ء میں پاکستانی سیاست میں انقلاب آیا اور سیاست ڈرائنگ روموں سے نکل کر عوام تک پہنچی امید ہو چلی تھی کہ اگر الیکشن کا عمل جاری رہا تو شاید عوام کے انتخاب سے اچھے لیڈر آئیں گے لیکن پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایک منتخب حکومت کا تختہ الٹ کر مارشل لاء لگایا گیا اور پھر غیر منتخب سول حکومت قائم کی گئی جب منتخب حکومت کے مقابلہ میں غیر منتخب لوگوں کو حکومت کرنے کا موقع دیا جائے تو لیڈر شپ کے معیار کا تعین مشکل ہو جاتا ہے

س۔ موجودہ حالات کے پیش نظر پاکستان کا سیاسی مستقبل کیا ہو گا۔؟

ج۔ پاکستان کے سیاسی مستقبل کے متعلق خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنا کرم کرے ورنہ حالات بہت خراب ہیں علیحدگی پسند عناصر جن کو قومی اتحاد کا پلیٹ فارم استعمال کرنے کا موقع مل چکا ہے اب دندناتے پھر رہے ہیں اور بھانت بھانت کی بولیاں سننے میں آ رہی ہیں بقول مولانا نورانی بلوچستان میں مشکوک لوگ داخل ہو رہے ہیں عوام پاکستان کے سیاسی حالات سے مایوس ہیں

س۔ کیا آپ پر امید ہیں کہ قائد عوام ایک مرتبہ پھر عوام کے درمیان ہونگے۔؟

ج۔ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو اس وقت پھانسی کی کوٹھڑی میں ہیں اب یہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ بہر حال اس قوم کو جو سیاسی شعور اس شخص نے دیا ہے وہ اس کے عوام کے درمیان ہونے کا واضح ثبوت ہے آج بھی پاکستان کے عوام کی اکثریت ان کی حامی ہے اگر وہ زندہ رہتے ہیں تو آج بھی ان کے مقابلہ کا کوئی لیڈر ملک میں موجود نہیں ہے ان کے نام یا پارٹی سے منسوب افراد بھی عوام میں قابل احترام ہیں اور یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ پاکستان کے واحد عوامی لیڈر ہیں اگر خدا کی ذات کو منظور ہوا تو وہ انشاء اللہ ایک مرتبہ پھر عوام کے درمیان آئیں گے

س۔ پیپلز پارٹی کی داخلی صورتحال کیا ہے اور یہ موجودہ حکومت سے کیا چاہتی ہے؟

ج۔ پاکستان پیپلز پارٹی اسوقت بھی پاکستان کی واحد مضبوط ترین جماعت ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ کئی پارٹیاں اکٹھی ہو کر بھی پیپلز پارٹی کا عوام میں مقابلہ کرنے سے گھبرا رہی ہیں حالانکہ اسوقت حکومت میں شامل ہونے کی وجہ سے کافی مراعات یافتہ ہیں پاکستان پیپلز پارٹی موجودہ حکومت سے صرف انتخابات کا انعقاد چاہتی ہے اور سیاسی کارکنوں کو اخلاقی مجرموں والی سزائیں دینے سے باز رہنے کی متمنی ہے

س۔ جنرل ضیاء الحق صاحب نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ قومی اتحاد ملک کی سب سے بڑی جماعت ہے

باقی صفحہ ۵۰ پر

سرگودھا پیپلز پارٹی کے کارکنوں کا اجلاس

عہدیداروں نے اپنی صفائی پیش کی

ایک طویل جمود کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی ضلع سرگودھا کے کارکنوں کا اجلاس پارٹی کی سٹی برانچ کے نائب صدر خان شہزاد خان کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا اجلاس میں ضلع بھر سے پارٹی کے مندوبین شریک ہوئے یہ اجلاس تقریباً سات گھنٹے جاری رہا اور پارٹی کے تنظیمی امور پر سیر حاصل بحث ہوئی۔ مندوبین نے کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بعض عہدیداروں پر اعتراضات کئے ان عہدیداروں نے صفائی کا جوابی حق استعمال کرتے ہوئے انتہائی مثبت انداز میں اعتراضات کے جواب دیئے اور آئندہ پارٹی کے لئے تندہی سے کام کرنے کا عزم کیا چنانچہ جب پارٹی کی پنجاب شاخ کے قائم مقام جنرل سیکریٹری رائے حفیظ اللہ طارق جو کہ صدر اجلاس تھے کارروائی ختم کرنے کے بعد رخصت ہوئے تو کارکن باہم شیر و شکر ہو چکے تھے اور سب اس امر سے اتفاق کر چکے تھے کہ قائد عوام کی زندگی پاکستان کی بقاء کی ضمانت ہے اور ہمیں اس متاع عزیز کو بچانا ہے۔ پیپلز پارٹی کے رہنما حبیب اللہ قمر نے کہا کہ قائد عوام اور ہم نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم اس ملک میں مساوات محمدی کے نفاذ کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے آج قائد عوام اپنے وعدے کی تکمیل کرتے ہوئے پھانسی کی کوٹھڑی میں پہنچ گئے ہیں لیکن ان کے پاؤں میں کوئی لغزش نہیں آئی اس موقع پر ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہیئے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم اس وعدے کی تکمیل کیلئے کہاں تک آگے بڑھے ہیں۔ آؤ تجدید عہد کریں کہ ہم بھی اپنے نصب العین کے لئے جان کی بازی لگا دیں گے پیپلز پارٹی پنجاب کے جنرل سیکریٹری رائے حفیظ اللہ طارق نے کہا کہ پارٹی کے دور حکومت میں بلاشبہ پارٹی کی تنظیم کے سلسلے میں کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پر آشوب دور میں فصلی بٹیرے واپس چلے گئے ہیں اور پارٹی کے ساتھ صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں جو پارٹی منشور اور چیئرمین بھٹو کی ذات پر اعتماد رکھتے ہیں۔ یہی لوگ پارٹی کا سرمایہ حیات ہیں ان کو چاہیئے کہ ماضی کی تلخیاں اور کدورتیں بھلا دیں اگر ہم اپنی پارٹی اور قائد کی زندگی چاہتے ہیں تو ہمیں استحصالی طبقوں کے ساتھ

استحصالی طبقوں کے خلاف جنگ جاری رکھنے کا عہد

جنگ لڑنا ہوگی اور اگر ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو ہمارا دشمن ہم سے سب کچھ چھین لے گا انہوں نے کارکنوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے اختلافات ہر قیمت پر بھلا دیں اور اپنے آپ کو ایک عظیم قوت میں بدل لیں اجلاس سے پیپلز پارٹی ضلع سرگودھا کے قائم مقام صدر ملک حاکم خان اعوان ایڈووکیٹ، نائب صدر سید انعام قادر شاہ ایڈووکیٹ جنرل سیکریٹری بشیر احمد ملک، تحصیل سرگودھا کے صدر قریشی احسان الحق، تحصیل سرگودھا کے صدر عبدالحفیظ ایڈووکیٹ جنرل سیکریٹری چوہدری منظور حسین، سرگودھا شہر کے صدر مسٹر اکرم چیمہ، نائب صدر خان شہزاد خان، سیکرٹری اطلاعات منظور قریشی، اٹراء کے صدر سید احمد سعید شاہ پیپلز پارٹی میانوالی کے صدر شیخ محمد جمیل اور پارٹی کے کارکنوں مسٹر افضل بھٹہ، سید حسن طاہر کرمانی، خان محمد بلوچ اور ملک اللہ یار سمیت متعدد کارکنوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اجلاس نے درج ذیل پندرہ قراردادیں بھی منظور کیں۔

۱۔ ۱۷ جنوری کو پیپلز پارٹی پنجاب کے اجلاس میں منظور کی جانے والی تمام قراردادوں کی تائید و حمایت اور چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو اور قائم مقام چیئرمین بیگم نصرت بھٹو کی قیادت پر غیر متزلزل ایقان اور اعتماد کا اعلان۔

۲۔ مکمل سیاسی سرگرمیوں کی بحالی۔ انتخابات کی حتمی تاریخ کے اعلان، موجودہ کابینہ کو توڑنے اور بلدیاتی انتخابات کا مسئلہ منتخب حکومت پر چھوڑنے کا مطالبہ۔

۳۔ بنیادی حقوق کی بحالی، تمام سیاسی اسیروں کی رہائی فوجی عدالتوں اور ٹربیونلوں کے خاتمہ کا مطالبہ۔

۴۔ پیپلز پارٹی کے حامی اور ترقی پسند اخبارات جرائد اور رسالوں پر تمام پابندیاں ختم کرنے کا مطالبہ۔

۵۔ بیگم نصرت بھٹو کے خلاف قائم کردہ نااہلی کے ٹربیونل کو توڑنے کا مطالبہ۔

۷۔ مزدوروں کی تنخواہ کم از کم ایک ہزار مقرر کی جائے۔

۸۔ پروگرام ظلم کی داستان بند کیا جائے

۹۔ قرطاس ابیض کی اشاعت کی مذمت اور چیئرمین بھٹو کو جواب دینے کا موقع دینے کا مطالبہ

۱۰۔ کوٹ ادو میں مولانا نورانی اور لاہور میں مساوات پارٹی کے دفتر پر حملہ کی مذمت۔

۱۱۔ ایٹمی ری پراسسنگ پلانٹ کے بارے میں قرطاس ابیض کی اشاعت کا مطالبہ

۱۲۔ پارٹی کی خاطر قربانیاں دینے والے کارکنوں کو خراج تحسین

۱۳۔ ضلع بہاولنگر پیپلز پارٹی کے صدر راجہ امتیاز کی وفات پر رنج و غم کا اظہار

۱۴۔ حفیظ پیرزادہ کی رہائی پر ان کو مبارکباد

۱۵۔ سرکاری ملازمین بینکوں اور نیم سرکاری محکمے

باقی صفحہ ۵۰ پر

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو قومی تحویل میں لیا جائے

لوک سبھا میں آئندہ موسم سرما کے اجلاس میں قرارداد پر بحث کریں گے

بھارت کے مسلمانوں میں ابھی علی گڑھ کے خونی فسادات کا غم و غصہ کم نہیں ہونے پایا تھا کہ انہیں بے چین کرنے والی ایک اور خبر نے ان کی راتوں کی نیند اڑا دی ہے اور وہ خبر یہ ہے کہ لوک سبھا کے آئندہ موسم سرما کے اجلاس میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو قومی تحویل میں لینے سے متعلق ایک قرارداد پر بحث کی جائے گی۔ یہ قرارداد جنتا پارٹی میں شامل ایک متعصب جماعت راشٹریہ سیوک سنگھ کے ایک رکن نے تجویز کی ہے ظاہر ہے کہ بھارت کے مسلمانوں کے لئے علی گڑھ یونیورسٹی برصغیر کے مسلمانوں کے لئے نشاۃ ثانیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس درسگاہ کو مسلمانوں کے ایک عظیم قلم کار، مفکر اور ماہر تعلیم سر سید احمد خان نے قائم کیا تھا اور اس کے بعد اس یونیورسٹی سے مسلمانوں میں تعلیم اور جدید علوم کی روشنی ہر سو بکھر گئی قیام پاکستان میں علی گڑھ یونیورسٹی کے طالب علموں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا لیکن پاکستان بن جانے کے بعد یہ یونیورسٹی خالصتاً قوم پرستانہ بنیادوں پر اپنا کام کر رہی ہے اس کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ جب مسز اندرا گاندھی کی غیر جمہوری طرز حکومت کے خلاف بھارت کی پانچ سیاسی جماعتوں کا سنگم ہوا تو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طالب علموں نے متفقہ طور پر جنتا پارٹی کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے اس کے لئے عملی طور پر کام کرنا شروع کر دیا۔ مسلمان طلبا بھارت کے طول و عرض میں بکھر گئے اور انہوں نے جمہوریت کے پرچم کو سربلند رکھنے کے لئے بھارت کے عوام کو جنتا پارٹی کی حمایت کرنے کی تلقین کی۔ راشٹریہ سیوک سنگھ کو مسلم یونیورسٹی کے طلبا کے اس انداز پر بڑی حیرت ہوئی چنانچہ یہ بات سب تسلیم کرتے ہیں کہ مسز اندرا گاندھی کی شکست اور جنتا پارٹی کا اقتدار میں آنا براہ راست مسلمانوں کی حمایت کا مرہون منت ہے۔ خود دہلی کی شاہی مسجد کے امام بخاری نے بھی بھارت کے دیگر مسلمانوں کی طرف سے جنتا پارٹی کی حمایت کی۔ لیکن اقتدار میں آنے کے بعد جنتا پارٹی کی آنکھیں بدل گئی ہیں۔ اور اب وہی علماء جن کی حمایت کے ذریعے یہ پارٹی اقتدار میں آئی تھی، ان ہی کے خلاف برسر پیکار ہے۔ بھارت کے تمام غیر متعصب اور ترقی پسند افراد کا خیال ہے کہ مرار جی ڈیسائی کی حکومت راشٹریہ سیوک سنگھ کے زیر اثر مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہی ہے۔ علی گڑھ میں مسلمانوں کے خون سے کھیلی جانے والی ہولی کے پیچھے بھی راشٹریہ سیوک سنگھ کے رہنماؤں کا ہاتھ ہے اور بھارت میں ہر شخص جانتا ہے کہ علی گڑھ کے مسلمانوں کے خون کو بہانے والے راشٹریہ سیوک سنگھ کے کارکن تھے جنہوں نے ایک بار پھر فرقہ وارانہ فسادات کی یاد تازہ کر دی۔

جنتا حکومت کے خلاف مسلمانوں میں غم و غصہ پھیلتا جا رہا ہے

اور اب مسلمانوں پر ایک نئی افتاد ٹوٹنے والی ہے۔ یعنی مسلم علی گڑھ یونیورسٹی کو قومی تحویل میں لینے کی مہم۔ اس پر مسلمانوں میں شدید بے چینی پائی جا رہی ہے انہوں نے اس سلسلے میں بھاگ دوڑ بھی شروع کر دی ہے تاکہ اس قرارداد کو لوک سبھا میں زیر بحث آنے سے روکا جائے لیکن قیاس غالب ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہو سکے گا، کیونکہ جیسا کہ میں نے لکھا ہے کہ مرار جی ڈیسائی کی حکومت اپنی تمام قوت جن سنگھ سے مستعار لیتی ہے۔ اور اس متعصب جماعت کا مرار جی ڈیسائی پر گہرا اثر ہے

نئی دہلی کے سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ جنتا پارٹی اس طرح مسلمانوں کو اپنا دشمن بنا رہی ہے اور وہ رفتہ رفتہ ان کی اخلاقی حمایت سے محروم ہوتی جا رہی ہے وہ وقت دور نہیں جبکہ مسلمان متحد ہو کر جنتا پارٹی کے خلاف اپنا محاذ کھول لیں۔ کیونکہ یہ حقیقت اپنی جگہ ناقابل تردید ہے کہ جنتا پارٹی نے بھارت میں تعصب کو فروغ دیا ہے اور مسلمانوں سمیت ان سب پر ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیئے ہیں جو اقلیت میں ہیں اور بعض معاملات پر جنتا پارٹی کی پالیسی سے اختلاف رکھتے ہیں۔ بہر حال دیکھنا یہ ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا کیا بنتا ہے اور اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اس کا دارومدار جنتا پارٹی کے نیتاؤں پر ہے جو آجکل تدبر سے محروم ہیں اور جذباتی انداز میں تمام فیصلے کر رہے ہیں

قومی اتحاد کی بے توانیاں

قومی اتحاد اپنی ناتوانی چھپانے کے لئے
اب بھی بھٹو کے کمزور ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے

جمیل مرشیک

پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف قومی اتحاد کی تحریک اس لحاظ سے کامیاب ٹھہری کہ ایک عوامی حکومت کی جگہ مارشل لاء حکومت نے لے لی اور قومی اتحاد میں شامل تمام سیاسی جماعتوں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے متفقہ طور پر تیار کردہ آئین کی [illegible] کا عمل شروع ہوا جو ایک اہم دستاویز ہے۔ اس تحریک کو قومی اتحاد کی سیاسی قوت کا مظاہرہ اس لئے قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ تین چار سال قبل قومی اتحاد میں شامل تمام رجعت پسند جماعتیں یو۔ ڈی۔ ایف کے نام سے متحدہ سیاسی قوت کے ساتھ پاکستان پیپلز پارٹی پر حملہ آور ہوتی رہی تھیں جس کے انجام سے کون آشنا نہیں حالانکہ یو ڈی ایف میں ولی خان اور اس کے [illegible] سیاسی کمانڈر اجمل خٹک بھی شامل تھے اور اس تحریک میں دراصل کچھ سادہ لوح لوگوں کی مذہبی جذباتیت کا عنصر بھی کارفرما تھا جسے قومی اتحاد کے خرانٹ لیڈر [illegible] نے غیر ملکی سرمائے کے زور پر فتووں اور شہادتوں سے برانگیختہ کیا اور آج کل قومی اتحاد کے بالشتیے جگہ جگہ اتراتے پھرتے ہیں کہ انہوں نے بھٹو کو اقتدار کی کرسی سے گھسیٹ کر جیل میں پھینک دیا ہے کاش وہ سچے سیاستدان ہوتے تو ایسے غیر حقیقت پسندانہ دعوؤں سے اجتناب کی راہ اختیار کرتے اور تحریک کے دوران مجموعی طور پر بھٹو کے عوام دوست کردار کو سراہتے کہ وہ کتنا بڑا انسان ہے جس نے اپنی مسند اقتدار کے پائے ڈولتے دیکھے لیکن ملک کو خانہ جنگی سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ اسی امن پسندی کے جرم میں زنداں آباد کیا اس تحریک میں اگر آج کا قیدی عوام دشمنی پر اتر آتا تو پاکستان قومی اتحاد کا مرگھٹ بن جاتا لیکن اس نے ایسا نہ ہونے دیا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو سختی سے حکم دیا کہ وہ قومی اتحاد کی غنڈہ گردی اور ہلڑ بازی کے جواب میں کوئی جلوس نہ نکالیں جوابی جلوسوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے آج کے قیدی نے صرف قومی اداروں اور پر امن شہریوں کے تحفظ کے لئے پولیس اور فوج کو مامور کیا یہ الگ بات ہے کہ امن و آشتی کی فضا سازگار کرنے کی کوششوں میں نظریہ ضرورت کے تحت کچھ ناگزیر تشدد کے واقعات ظہور پذیر ہوئے جسے قومی اتحاد والوں کی طرف سے ظلم قرار دیا گیا گویا شر پسندوں کو لوٹ مار قتل و غارت گری اور آتشزنی کی چھوٹ دے دی جاتی ظاہر ہے کہ کوئی حکومت روزمرہ کے ایسے اتفاقات تشدد سے پہلو تہی کے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتی کہ کچھ لوگ اٹھیں اور زمین پر فساد برپا کر دیں اور حکومت خاموش تماشائی بنی رہے اور اس لئے کہ فسادی نیزوں پر قرآن اٹھائے ہوئے ہوں اور جہاں تک قومی اتحاد والوں کی طرف سے بھٹو پر سیاسی طور پر کمزور ہونے کے طعن کا تعلق ہے اس کی حقیقت سے کون آگاہ نہیں بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ اسے اذیتیں بھی طاقتور ہونے کے جرم میں دی جا رہی ہیں اور قومی اتحاد کی سیاسی ناطاقتی کے بارے میں اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل دی جا سکتی ہے کہ آج قومی اتحاد والے انتخاب سے پہلے بھٹو ازم کے خاتمے کی گردان کرتے ہوئے مارشل لاء حکومت کے ہر جائز و ناجائز اقدام پر صد قنا کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔

قائد آباد رپورٹ

سید اعجاز احمد

پٹواریان انہار خوشاب ڈویژن کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت حافظ سید رضا حسین سرکل صدر انجمن پٹواریان انہار تحصیل سرکل منعقد ہوا۔ اجلاس میں پٹواریاں کے جائز حقوق اور تحصیل افسران کی بڑھتی ہوئی دھاندلیوں کا جائزہ لیا گیا خوشاب اور لیہ ڈویژن کے ایکسیئن اور ڈپٹی کلکٹر صاحبان کی ملی بھگت سے جو دھاندلیاں ہو رہی ہیں سخت مذمت کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی طرف سے پٹواریوں کو ڈیلی الاؤنس ۲۰/۴ روپیہ ششماہی ملتا ہے لیکن افسران نے اپنے ٹی اے کرنے کے لئے -/۱۰۰ روپیہ فی پٹواری کٹوتی شروع کر دی ہے جس سے پٹواریان میں پریشانی پھیل گئی ہے انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جو عملہ رات دن محنت دیانتداری سے کام کرتا ہے اور کروڑوں روپیہ حکومت کے خزانہ میں جمع کراتا ہے اس کو اس کے جائز حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے جبکہ افسران اپنے فرضی ٹی اے بنا کر حکومت کے خزانہ کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔

قائد آباد (نمائندہ خصوصی) آزاد یونین کوہ نور کاٹن ملز لیاقت آباد نے ملز انتظامیہ کے مزدور دشمنی رویہ کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ محنت کشوں کی چھانٹی اور آئے دن کی انتقامی کارروائیاں بند کی جائیں یونین کے جنرل سیکرٹری غوث سعید نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ملز انتظامیہ قانونی میعاد ختم ہو جانے کے باوجود گزشتہ سال کا بونس نہیں دے رہی مختلف بہانوں سے بونس کی ادائیگی میں تاخیر کر رہی ہے انہوں نے مطالبہ کیا کہ کم از کم چھ ماہ کی تنخواہ کے برابر بونس دیا جائے اور ۷۷، ۱۹۷۶ء کا ۵ فیصد منافع جو ابھی تک محنت کشوں میں تقسیم نہیں کیا گیا تقسیم کیا جائے محنت کشوں کی چھانٹی بند کی جائے فیئر پرائس شاپ پر محنت کشوں کی ضرورت کی اشیاء فراہم کی جائیں

سیف منصور۔ لاہور

یہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ہے

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کے بیورو کریٹ چیئرمین اور ڈائریکٹر نے بورڈ کی اصلاح، اسلام اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لئے بعض مفید اور دور رس اصلاحات کا اعلان کیا ہے جن میں سے چند ایک کا ذکر شائع کر کے آپ بھی ثواب دارین حاصل کریں۔

عربی اور اسلامیات کی پروف ریڈر مسز صبیحہ بخاری کو دفتر سے نکال دیا گیا اور اس پر دفتر میں داخلہ پر پابندی لگا دی گئی اس دوران عربی اور اسلامیات کی پروف ریڈنگ کا کام کسی اور صاحب سے معاوضہ ادا کر کے کرایا گیا مگر بعد ازاں انہی ایام کی تنخواہ مسز صبیحہ بخاری کو دی گئی۔ غالباً اسی موقع پر کہا جاتا ہے کہ سوپیاز اور سو جوتے۔ ان حضرات کی اسلام سے ''محبت'' کا یہ عالم ہے کہ ابھی تک عربی اور اسلامیات کے کسی پروف ریڈر کا تقرر نہیں کیا گیا۔ ستم بالائے ستم مذکورہ مضامین کا مضمون، بھی بورڈ کے پاس ہیں

ایک اور پروف ریڈر مس ثریا جبیں کو اُس کا عہدہ ختم کر کے ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔

چیئرمین کے پرائیویٹ سیکریٹری کا عہدہ محض اس لئے ختم کر دیا گیا کہ سید محمود شاہ صاحب کو دفتر سے بآسانی فارغ کیا جا سکے وہ دس، بارہ برس سے بورڈ کے مستقل ملازم تھے

یونی سیف، کی مالی امداد سے چلنے والا ماہنامہ ''اطفال'' بند کر دیا گیا اور ایڈیٹر آغا شیدا کاشمیری صاحب کو برخاست کر دیا گیا۔ سید محمود شاہ صاحب اور آغا شیدا کاشمیری کو ۳۰ ستمبر ۱۹۷۸ء کو تحریری حکم دیا گیا کہ یکم اکتوبر ۱۹۷۸ء سے ان کی خدمات کی بورڈ کو ضرورت نہیں۔ بعض نامعلوم وجوہات کی بنا پر آغا شیدا کاشمیری کو ماہ ستمبر کی تنخواہ بھی ادا نہیں کی گئی۔

(۵) بورڈ کے ۲۶ افسران اور اہلکاران کا تبادلہ صوبہ کے دور دراز مقامات پر کر دیا گیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ متذکرہ اضلاع میں جعلی نصابی کتب کی چھان بین اور روک تھام کے لئے سروے کریں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ تمام چھاپے خانے لاہور میں ہونے کی وجہ سے جعلی نصابی کتب کا تمام کاروبار لاہور میں ہوتا ہے مگر ڈیرہ غازی خان، سرگودھا، اٹک، جہلم، بہاولنگر، جھنگ اور میانوالی جیسے دور افتادہ اضلاع کے دیہی سکولوں میں ان کے انسداد کا کیا بندوبست ہو سکتا ہے یا مذکورہ بالا شہروں کے کتب فروشوں کی دکانوں پر اس کی روک تھام کیسے ہو سکتی ہے یہ سوچنے کی بات ہے۔

(۶) جن ۲۶۔ افراد کا تبادلہ کیا گیا تھا انہوں نے اپنے فرائض کی وضاحت طلب کی تو ان کا دفتر میں داخلہ بند کر دیا گیا۔ ان کے استعمال میں آنیوالے ٹیلیفون بند کر دیئے گئے اور اس ''آپریشن'' کے دوران دفتر کو مکمل طور پر پولیس کی تحویل میں دے دیا گیا۔ پولیس کئی ہفتے دفتر کے لانوں میں براجمان رہی اور سپاہی دفتر کے برآمدوں میں گشت کرتے رہے۔ مذکورہ ملازمین کا داخلہ دفتر میں ابھی تک ممنوع ہے۔

(۷) چیئرمین نے اپنی ذاتی حفاظت کے لئے چار سیکورٹی گارڈ بھرتی کئے ہیں اگرچہ پہلے ہی کافی تعداد میں چوکیدار موجود ہیں۔ یہ زائد اخراجات کر کے وہ کہتے ہیں کہ ہم بورڈ کے اخراجات ''کم'' کر رہے ہیں۔

(۸) بورڈ کے تمام ملازمین پر یہ پابندی ہے کہ وہ کسی رسالہ یا اخبار میں مضمون شائع نہیں کروا سکتے۔ پمفلٹ یا ہینڈبل نہیں چھاپ سکتے مگر اس کے برعکس چیئرمین اور ڈائریکٹر مختلف اخبارات کے دفتر میں وقتاً فوقتاً جاتے ہیں اور اپنی حمایت میں مضامین، خبریں، تبصرے چھپواتے ہیں۔ شنید ہے کہ بعض خدمات کے صلہ میں ایک روزنامہ (جو ہر دور میں جابر سلطان کے سامنے کلمۂ ''حق'' بلند کرتا ہے) کے پریس کو طباعت کا بہت زیادہ کام دیا گیا ہے۔ ایک روزنامہ کے کالم نگار کے اشاعتی ادارے پر بعض خامیوں کی وجہ سے جرمانہ کیا گیا مگر بعد میں اُسے معاف کر دیا گیا۔ ایک ہفت روزہ رسالہ میں ڈائریکٹر کا مضمون اور چیئرمین کا قصیدہ چھپا تو اس ادارے کو بھی بورڈ کی طرف سے نوازے جانے کی تدابیر سوچی جانے لگیں۔ اس رسالہ کی مجلس ادارت کے چیئرمین کئی بار ڈائریکٹر سے راز و نیاز کرتے ہوئے پائے گئے ہیں بعض راز دانوں کا کہنا ہے کہ چیئرمین ''منصورہ'' کے بھی چکر لگاتے ہیں۔ اور عید کے موقع پر ایک وفاقی وزیر کو مبارکباد دینے بھی گئے تھے۔

(۹) چیئرمین نے دو ماہرین مضمون، زبیدہ شکور اور مسٹر مسعود جاوید کو تا حکم ثانی ملازمت پر مستقل کر دیا ہے اور اُن کی رکی ہوئی تنخواہ ادا کرنے کا حکم بھی دے دیا گیا ہے۔ اس کی وجوہات نہ جانے کیا ہیں؟۔ موالذکر کے متعلق کچھ عرصہ قبل ایک اسلام پسند رسالے میں چھپا تھا کہ وہ سابق چیئرمین مسٹر عبید قریشی کی ہر طرح کی ضرورت پوری کیا کرتے تھے۔ ایک اور صاحب محمد طارق (آرٹسٹ) کو مستقل کیا گیا ہے ان کے بھائی نیشنل پریس ٹرسٹ کے ایک پرچہ میں رپورٹر ہیں۔ اور چیئرمین کی ''فرض شناسی'' اور ''ایمانداری'' کا قصیدہ اس اخبار میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

(۱۰) چیئرمین اور ڈائریکٹر صاحبان بزعم خویش بہت ایماندار بنتے ہیں مگر ہر دو حضرات کے گھر کے کام کاج کے لئے دفتر کے دو چپراسی مقرر ہیں۔ ڈائریکٹر صاحب

دفتری اوقات میں ریڈیو اور ٹی وی کے لئے تقریر ریکارڈ کرانے چلے جاتے ہیں۔ قائداعظم سے محبت کے ان دعویداروں نے اپنے کمروں میں کلاک لگوا لئے ہیں مگر بانی پاکستان کی تصویر نہیں لگائی۔

(۱۱) اسلام پسندی کا دعوی کرنے والے ڈائریکٹر صاحب نے کئی بار خواتین افسروں کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کیا ہے اور اہانت بھرے انداز میں اُن کو جلی کٹی سنائی ہیں۔ ایک بار تو معاملہ چیئرمین تک بھی پہنچ گیا تھا۔ چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ کے مصداق چیئرمین ایک افسر کو ادئے تھیجا! اور دوسرے کو اوئے ملکا کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔

(۱۲) ڈائریکٹر اور چیئرمین نے ڈپٹی سیکرٹریوں کی ایک فوج ظفر موج کی مدد سے اکیڈیمک سٹاف کا ناطقہ بند کر رکھا ہے حالانکہ بنیادی طور پر یہ ایک تعلیمی ادارہ ہے مگر یہاں ڈپٹی سیکرٹریوں کی آفسریت کا راج ہے۔ چیئرمین اپنی نام نہاد سخت گیری کے باوجود ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ پورے صوبے پنجاب کا نظام تعلیم چلانے کے لئے لاہور سیکرٹریٹ میں اتنے ڈپٹی سیکرٹری نہیں ہیں جتنے کہ صرف ٹیکسٹ بک بورڈ میں ہیں ان کا کام ڈائریکٹر اور چیئرمین کی خوشامد چاپلوسی اور مخبری کے علاوہ اگر کوئی ہے تو صرف اُسے غلط سلط مشورے دینا ہے اور گمراہ کرنا ہے۔

(۱۳) بورڈ کے بیوروکریٹ اور علم دشمن چیئرمین نے حال ہی میں فیصلہ کیا ہے کہ ماہرین مضامین کی تعداد میں مزید کمی کر دی جائے۔ حالانکہ نصابی کتب کی تیاری، اصلاح، درستی اور بورڈ کی کارکردگی بڑھانے کے لئے ماہرین مضامین کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ مزید برآں عربی، اسلامیات، جغرافیہ، ریاضی، فزکس جیسے اہم مضامین کا کوئی ماہر مضمون موجود ہی نہیں ہے۔ مگر یہ امر چیئرمین اور ڈائریکٹر کی سمجھ سے بالا ہے۔

(۱۴) موجودہ چیئرمین اور ڈائریکٹر نے آتے ہی یہ حکم دیا کہ تمام نصابی کتب کا سلسلہ جلد جاری کرتے وقت اس چیز کا سرٹیفیکیٹ دیا جائے کہ ان میں اسلام کے خلاف کوئی مواد نہیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس سرٹیفیکیٹ کے اجراء کا کام ایک احمدی آفسر کے ذمہ لگایا گیا ہے ریاضی جس میں سود کے سوال ہوتے ہیں اور سود پر مبنی نظام بنکاری کی کتاب کی طباعت سے پہلے بھی متذکرہ سرٹیفیکیٹ جاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے

(۱۸) مسٹر احمد محمود، ماہر مضمون جغرافیہ اور مسٹر محمد یعقوب، لائبریرین کو ایڈہاک بنیادوں پر ملازمت دی گئی۔ چھ ماہ بعد احمد محمود کو تازی مونشکافیوں کا سہارا لے کر نکال دیا گیا۔ نوٹس محمد یعقوب کو بھی دیا گیا مگر انہیں فارغ نہ کیا گیا۔ اور بعد میں اُنہیں ملازمت پر ہی رہنے دیا۔ اگرچہ دونوں کا ایک ہی قسم کا کیس تھا۔ تفاوت کی وجہ یہ ہے کہ مسٹر یعقوب کے "منصورہ" اور "اہل منصورہ" سے خصوصی روابط ہیں۔

(۱۹) موجودہ چیئرمین نے بورڈ کے سابقہ چیئرمین مسٹر علاؤ الدین اختر کے خلاف توہین عدالت کا ایک مقدمہ دائر کیا ہے ٹیکسٹ بک بورڈ کا اس سے کوئی تعلق نہیں مگر اخراجات بورڈ کے فنڈ سے ادا کئے جا رہے ہیں۔ چیئرمین تاریخ سماعت کے روز بورڈ کی کار میں ایک ڈپٹی سیکرٹری اور افسر تعلقات عامہ کو ساتھ لے کر گیا مقدمہ کی خبر P.R.O. کے ذریعے چھپوائی اور اس کے تراشے بورڈ کی مشین سے فوٹو اسٹیٹ کرا کے تقسیم کئے گئے

(۱۷) کفایت شعاری کا دعوی کرنے والے چیئرمین نے اپنی ذاتی تشہیر کے لئے ایک (P.R.O.) رکھا ہے۔ یہ غیر معروف رپورٹر دفتر سے تنخواہ وصول کرتا ہے اور شام کو ایک اخبار میں کام کرتا ہے

ہفت روزہ
کراچی
رازداں

لاہور میں ہمارے ایجنٹ

لاہور نیوز ایجنسی

اخبار مارکیٹ۔ لاہور

فون نمبر۔ ۵۸۲۴۹

ساقی

عارف ہوشیارپوری

ان کو دیتا ہے جام اے ساقی
جو نہیں تشنہ کام اے ساقی
تجھ سے اب چھین ہی لیں گے
میکدے کا نظام اے ساقی

تحریکِ پاکستان پر
مولانا مودودی کی تیراندازی

مولانا مودودی کے بارے میں ان کے خلیفہ میاں طفیل نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ یہ راگ الاپنا شروع کر دیا ہے کہ مولانا مودودی نے کبھی پاکستان کی مخالفت نہیں کی ذیل ہم مولانا مودودی کی تحریروں کے وہ اقتباسات پیش کر رہے ہیں جو انہوں نے اس وقت لکھی تھیں جب برصغیر کے مسلمان اپنی قومی جدوجہد شریک تھے اور مولانا مودودی ان کی پیٹھ میں خنجر گھونپ رہے تھے۔

جو لوگ اس طائفے کے سرخیل ہیں ان کا کیا خیال ہے؟ ان میں سے اکثر کے گھروں میں آپ جائیے تو آپ کو نماز کے وقت کوئی یہ بتانے والا نہیں ملے گا کہ سمتِ قبلہ کدھر ہے اور اسباب عیش و عشرت میں بھری ہوئی کوٹھیوں میں سے ایک جانماز بھی فراہم نہ ہو سکے

سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ نمبر ۱۰۴

جو قوم اس وقت مسلمان قوم کے نام سے پکارے جانے کے باعث دنیا میں اسلام کی نمائندگی کرتی ہے اس کی سب سے بڑی مجلس (یعنی مسلم) نے دنیا کے سامنے کس رنگ میں اسلام کو پیش کیا ہے اس نقطۂ نظر سے جب میں مسلم لیگ کے ریزولیشن کو دیکھتا ہوں میری روح بھی بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے۔"

سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ نمبر ۳۰

ہندو اکثریت کے علاقے میں مسلمان عنقریب یہ محسوس کریں گے کہ جس قوم پرستی پر انہوں نے اپنے اجتماعی رویے کی بنیاد رکھی تھی وہ انہیں بیابانِ مرگ میں لا کر چھوڑ گئی ہے اور ان کی قومی جنگ جسے وہ بڑے جوش و خروش سے بغیر سوچے سمجھے لڑ رہے تھے ایک ایسے نتیجے پر ختم ہوئی ہے جو ان کے لئے تباہی کے سوا اپنے اندر کچھ نہیں رکھتی جن جمہوری اصولوں پر ایک مدت سے ہندوستان کا سیاسی ارتقا ہو رہا تھا اور جنہیں خود مسلمانوں نے بھی قومی حیثیت سے تسلیم کر کے اپنے مطالبات کی فہرست مرتب کی تھی انہیں دیکھ کر بیک نظر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ان اصولوں پر بنے ہوتے نظام حکومت میں جو کچھ ملتا ہے اکثریت کو ملتا ہے اقلیت کو اگر ملتا بھی ہے تو خیرات کے طور پر نہ کہ حق کے طور پر یہ ایک ظاہر و باہر حقیقت تھی مگر مسلمانوں نے اس کی طرف سے جانتے بوجھتے آنکھیں بند کر لیں اور اس دوہری حماقت کا ارتکاب کیا کہ ایک طرف تو نظام حکومت کے لئے مغرب کے ان ہی جمہوری اصولوں پر راضی ہو گئے اور دوسری طرف خود اپنی ہی طرف سے تقسیم ملک کا یہ اصول پیش کیا کہ جہاں ہم اکثریت میں ہیں وہاں ہم حاکم اور تم محکوم، اور جہاں تم اکثریت میں ہو وہاں تم حاکم اور ہم محکوم کئی سال کی تلخ اور خون ریز کشمکش کے بعد اب یہ مرکب حماقت کامیابی کے مرحلے میں پہنچ گئی ہے۔"

روئیداد جماعتِ اسلامی حصہ پنجم صفحہ نمبر ۱۵۰ ۱۱۱

مودودی

لشتر برنسوی

ذکر جب چھڑ گیا سیاست کا
بات پہنچی تری جماعت تک
ذکر اسلام کا چھڑا تھا مگر
بات پہنچی ہے اب وزارت تک

ایک طرف انسانیت کی نسلی، قومی اور وطنی تقسیم کا ابطال اور دوسری طرف ہر وقت قوم قوم کا شور اور خود قومیت کے اصولوں پر دوسری قوموں سے جدال و کشمکش اور ایک طرف بے غرضانہ حق پرستی اور دوسری طرف شب و روز اپنے دنیوی مفاد کا نوحہ و ماتم ایک طرف اسلامی تہذیب و تمدن پر فخر و ناز اور اس کی حفاظت کے لئے پر شور اسلام بندی اور دوسری طرف اسی تہذیب و تمدن کے باغیوں اور قاتلوں کی سرداری و پیشوائی۔"

مسلمان کی موجودہ سیاسی کشمکش صفحہ نمبر ۱۷۱

شہداد پور سے ایک خط

مرسلہ:- م - ن

شہداد پور کے ہاریوں پر میروں کے کرم

یہ ان دنوں کی بات ہے جب بھٹو کی حکومت برسر اقتدار تھی اور اس نے غریبوں کو امیروں کے ظلم سے نجات دلانے کے لئے کئی اقدامات کئے تھے جن میں کسانوں کو ان کے تمام حقوق دلانے کا بھی وعدہ شامل تھا۔ اس وقت میر علی احمد کی وہ جاگیر جو تحصیل شہداد پور ضلع سانگھڑ میں واقع ہے ایک ٹھیکیدار کے پاس تھی یہ شخص P.P.P شہداد پور کا صدر بھی تھا اس کا نام حاجی خان ٹالپر تھا اس نے ان حقوق سے جو کسانوں کو نئی حکومت نے دیئے تھے، روگردانی کی جس کی وجہ سے کسانوں میں بے چینی بڑھی اور انھوں نے عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے۔ جس کے نتیجے میں انھیں بیج وغیرہ کا معاوضہ دیا گیا اس پر ٹھیکیدار کے بھائی نے کسانوں پر مظالم شروع کر دیئے۔ اور کسانوں کو جھوٹے کیسوں میں پھنسایا یہ مقدمے چلتے رہے آخر جب کسانوں کا ایک وفد میر علی احمد تالپور جو اب وفاقی وزیر دفاع ہیں کے پاس پہنچا جس کے نتیجے میں کسانوں کو وہ سب حقوق ملے جو سابقہ حکومت نے دیئے تھے وہ کسانوں سے اچھے طریقے سے پیش آئے اور ٹھیکیدار کو بہت برا بھلا کہا

ٹھیکیدار نے اپنے ایک کارندے کے کہنے پر پھر کسانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا پھر جاگیر کی تقسیم کا سوال آیا تو تپیدار اور سرکاری عملہ اس زمین پر آئے اور جبراً کسانوں سے دستخط کروائے کہ زمین ان کی ہے ٹھیکیدار نے یہ دیکھا تو ایک پولیس آفیسر کو ساتھ ملا کر کیس تیار کرایا جس میں میر علی احمد تالپور کے بیٹے نبی بخش تالپور کو بھی شامل کیا گیا کیس میں یہ دکھایا گیا کہ کسانوں نے اس پر کیس کیا ہے کہ اس نے مسلح ہو کر ان کے گاؤں میں آ کے فائر کرائے ہیں اور ان کو زدوکوب کیا گیا ہے ٹھیکیدار نے اپنے کارندوں سے دستخط کروا کر اور بے گناہوں کو پھنسا کر میر علی احمد کو یہ جتایا کہ جن لوگوں کو آپ اتنی اہمیت دیتے ہیں انھوں نے آپ پر یہ کیس دائر کیا ہے جو جھوٹا ہے وہ لوگ آپ کی زمین پر قبضہ کئے ہوئے ہیں جب یہ کیس منظر عام پر آگیا تو غریب کسان ہکا بکا رہ گئے اور وہ سیدھے وفد کی شکل میں حیدر آباد میں واقع میر صاحب کے بنگلے پر گئے تو ادھر ٹھیکیدار پہلے ہی موجود تھا اور اس نے میر علی احمد کو پہلے ہی کسانوں سے بدظن کر دیا تھا میر صاحب نے ان لوگوں کو گالیاں دے کر بنگلے سے دھکے دے کر نکال دیا اور کہا کہ جاؤ میں آپ سے کبھی نہیں بولوں گا نہ آپ ادھر کا رخ کریں

ایک سال کے بعد دوسرا ٹھیکیدار آگیا اس نے بھی یہی راہ اختیار کی جو سابق ٹھیکیدار کی تھی اور اس نے آتے ہی ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی جو پہلے ظالم کے خلاف جدوجہد کرتے رہے تھے ان کو بے دخل کر دیا گیا ان کو گاؤں سے نکال دینے کی دھمکیاں دی گئیں لیکن کسان عوامی حکومت سے انصاف کے اُمیدوار تھے چار مہینے کے پیشیوں کے بعد ان کو پھر زمین پر کسانوں کی حیثیت سے رکھ لیا گیا۔

پھر آہستہ آہستہ ٹھیکیدار اور کسانوں میں مصالحت ہو گئی دونوں امن امان سے رہنے لگے آخر جب ١٩٧٧ء کے الیکشن کا آغاز ہوا تو کسانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ووٹ متحدہ محاذ کو دیں کسانوں کو یہ بات ناگوار گذری کیونکہ وہ پہلے ہی جانتے تھے کہ یہ لوگ ان کے ووٹ کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ متحدہ محاذ کے اُمیدوار ایوب خان کے دور میں لوگوں پر بہت ہی ظلم کر چکے ہیں اس لئے انھوں نے اس سے اجتناب کیا اور ٹھیکیدار سے کہا کہ ہم تو ووٹ پیپلز پارٹی کو دیں گے چاہے ہمیں ٹھوکریں کھانی پڑیں یا اذیتیں دی جائیں ٹھیکیدار نے کہا کہ میر صاحب کا حکم ہے کہ ووٹ قومی اتحاد کو دیا جائے اس پر کسانوں نے بیک آواز کہا کہ ہم اپنا ووٹ ہر قیمت پر پیپلز پارٹی کو دیں گے اور اسی وقت سے کسانوں پر مظالم شروع کر دیئے گئے ان کو ہر طرح سے تنگ کیا گیا۔ دوسرے کسان باہر سے لائے گئے ان کسانوں کو جو ان کی نظر میں غدار تھے مقدمہ قائم کئے جاتے ان کے خلاف رپورٹیں درج کی جاتیں ان پر جرمانے عائد کئے جاتے جب الیکشن ختم ہوئے تھے اور ووٹوں کی گنتی کی گئی تو اس علاقے کے کسانوں کا فیصلہ پیپلز پارٹی کے حق میں ظاہر ہوا اس وقت تو ٹھیکیدار آگ بگولا ہو گیا اور اس نے نتائج سے میر نبی بخش کو مطلع کر دیا۔

قومی اتحاد نے جب صوبائی الیکشن کا بائیکاٹ کیا تو حالات بہت کچھ بگڑ چکے تھے۔ پھر جب جنرل ضیاء کی حکومت نے اکتوبر ٧٧ء میں الیکشن کرانے کا اعلان کیا تو اس دوران بھی کسانوں پر بہت دباؤ ڈالا گیا پر حاصل کچھ نہ ہوا اور پھر غریب کسانوں پر بے تحاشہ مظالم ڈھائے گئے ان کی فصل لوٹ لی گئی اور انھیں گاؤں سے نکالا جانے لگا پولیس سے ان کو زدوکوب کرایا گیا مختلف مقدمے ان پر قائم کئے گئے ایک ایک کر کے سب کو پولیس لے جاتی پیسے لے کے ان کو پھر چھوڑ دیا جاتا۔ جب بھی کوئی فریاد کرتا اسے یہی جواب ملتا کہ پیپلز پارٹی سے وابستہ ہو اس لئے تم کو یہ مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا کیونکہ میر صاحب کے کسان ہو ہم ایسی دشمنی مول نہیں لے سکتے اگر کسی نے پولیس یا اعلیٰ حکام تک رسائی حاصل کر بھی لی تو اسے جھڑک دیا جاتا۔ میر صاحب نبی بخش چند دن پہلے ہمارے قصبے میں آیا اور اس نے بھی کہا کہ پولیس آپ کو ستاتی ہے تو میں کیا کروں جاؤ اپنے باپ بھٹو کے پاس یہ جواب غریب کسانوں کو خون کے آنسو رُلا رہا ہے اور وہ خدا کے حضور جھک کر دعائیں مانگ رہے ہیں

والسلام - م - ن - شہداد پور

پاکستان انٹرنیشنل ایرلائنز جماعت اسلامی کی دسترس میں

رپورٹ: عاقل لودھی

پی آئی اے میں

پیاسی اور جماعت اسلامی کی دھاندلیاں

نظریۂ ضرورت کے تحت قائم ہونے والے اس دور میں اگر کوئی جماعت صحیح معنوں میں سیاسی فائدہ اُٹھا رہی ہے۔ تو وہ جماعت اسلامی ہے۔ جس نے پرائمری اسکول ٹیچرز سے لے کر پی آئی اے تک میں اپنے ارکین اور متفقین کو بڑے پیمانے پر بھرتی کرادیا ہے۔ دوسری طرف اس جماعت نے اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر اپنے مخالفین کو کچلنے اور ختم کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر تبادلوں کا ایک پروگرام بنایا ہے اس سلسلے کا سب سے پہلا حملہ پی آئی اے پر ہوا ہے۔ جس میں تقریباً چھ سو کے قریب افراد کے جن میں ڈائریکٹر سے لے کر قلی تک شامل ہیں سب کے تبادلے کئے گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ اپنے منظور نظر افراد کا تقرر کرایا ہے ان افراد نے آتے ہی جماعت اسلامی کی انتقامی پالیسی پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے اس کی ایک زندہ مثال یہ ہے کہ پی آئی اے کے ایف ایس اسٹاک روم نمبر ۱۷ کے آفیسر انچارج مسٹر چودھری الطاف تھے۔ ان کا تبادلہ کرا کے ان کی جگہ پیاسی نے اپنے ایجنٹ امین مغل کو تعینات کرایا ہے۔ یہی امین مغل تین سال قبل چوری کے کیس میں معطل بھی ہو چکا ہے۔ لیکن اس نے چودھری الطاف کی جگہ بغیر چارج لئے کام شروع کر دیا (اسٹاک روم نمبر ۱۷ کے اسٹور میں موجودہ مال کی مالیت چار کروڑ روپے ہے)

امین مغل نے بغیر چارج لئے ۸ر جنوری ۹۰ء کو تقریباً سوا دو لاکھ روپے کا غبن کیا جس پر سیکورٹی نے ۱۴ جنوری ۹۰ء کو چھاپہ مار کر تمام ریکارڈ اپنے قبضہ میں لے لیا۔ جس شخص نے اس کیس کی مخبری کی اُس کو امین مغل سے دو ہزار روپے ملے تھے جس کو اُس نے سیکورٹی کے پاس جمع کرا دیا

من مانی کاروائیاں کرنے اور کارکنوں کو ہراساں کرنے کے لئے پیاسی کے ”سرفروشوں“ کا اسکواڈ

اور بعد میں چھاپہ پڑوا دیا۔

پی آئی اے کی انتظامیہ جماعت اسلامی کی یونین پیاسی کے دباؤ میں آکر اسٹور کے آفیسروں پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ اس غبن کیس کو واپس لے لیا جائے غبن کیس کے بعد اسٹور کا ریکارڈ چیک ہونا چاہئے تھا مگر انتظامیہ ریکارڈ چیک نہیں کر رہی ہے کیونکہ اُس پر پیاسی کا دباؤ ہے کہ ریکارڈ نہ چیک کیا جائے

اسی طرح پی آئی اے میں ایک آفیسر مسٹر اسد جو کینٹین کے حسابات کے لئے مقرر ہیں اُنھوں نے کینٹین میں ایک لاکھ روپے کی بچت دکھائی تو یونین نے انڈسٹریل ریلیشن کے پاس جاکر یہ رپورٹ کرادی کہ مسٹر اسد یونین کے کام میں مداخلت کر رہے ہیں اس لئے ان کو ہٹا یا جائے۔ اس وقت پی آئی اے کے انجینیرنگ ڈیپارٹمنٹ میں تقریباً چار ہزار سے لیکر پانچ ہزار تک ملازمین کام کر رہے ہیں ان میں ایک بڑی تعداد غیر ممالک سے ٹریننگ کر کے آئی ہے لیکن اُس کی ٹریننگ کا فائدہ پی آئی اے کو قطعی نہیں مل رہا ہے کیونکہ پی آئی اے کے زیادہ تر جہازوں کی آمد اور روانگی تاخیر کا شکار رہتی ہے پچھلے دنوں پی آئی اے کی انتظامیہ نے کوشش کی کہ پی آئی اے کی سروسوں کو بہتر بنایا جائے مگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکی پی آئی اے میں جہازوں کو چلانے اور ان کی رہنمائی دیکھ بھال کے لئے ۲۰۰۰۰ (بیس ہزار) ملازمین پی آئی اے میں کام کر رہے ہیں۔ اس بے پناہ اسٹاف کے باوجود پی آئی اے ہر سال بڑی دھوم دھام سے منافع کا اعلان کرتی ہے جس سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ حالات ٹھیک ہیں اور ضرورت سے زائد اسٹاف بھی ٹھیک ہے اصل میں پی آئی اے کے منافع کی وجہ یہ ہے کہ پی آئی اے کے کمانے کا طریقہ انٹرنیشنل ہے جبکہ اخراجات پاکستانی لحاظ سے کیئے جاتے ہیں اور ملازمین کو دوسری ہوائی کمپنیوں کے لحاظ سے کم تنخواہ اور کم مراعات دی

گئی ہیں۔ اگر پی آئی اے اپنے ملازمین کو انٹرنیشنل ہوائی کمپنیوں کے برابر مراعات دے تو پی آئی اے ایک ہی سال میں خسارے کے بعد بند ہو جائے گی۔

پی آئی اے میں جماعت اسلامی کی بھرتی۔

جماعت اسلامی کی نظر میں پی آئی اے کو سیاسی طور پر ایک اہم مقام حاصل ہے اور اس کے وزراء آئے دن پی آئی اے میں مداخلت کرتے رہتے ہیں جماعت اسلامی کے وزراء کے حکم پر اور یونین کے دباؤ کے پیش نظر پی آئی اے سے کثیر تعداد میں تبادلے کر دیئے اور ان کی جگہ جماعت اسلامی اور پیاسی نے اپنی پسند کے افراد کو لاکر بٹھایا ہے تاکہ وہ جماعت اسلامی اور اس کے غنڈہ عناصر کو بھرتی کر سکیں سول حکومت میں شامل ہونے کے بعد جماعت اسلامی اب تک کوئی ڈھائی ہزار کے قریب جماعت اسلامی اور جمعیت طلباء کے متعلق افراد کو پی آئی اے میں بھرتی کرا چکی ہے تاکہ پی آئی اے کو مکمل طور پر جماعت اسلامی کا گڑھ بنا دیا جائے اور آئندہ انتخابات میں ان کے ذریعہ ملک کے مختلف ہوائی اڈوں پر حزب اختلاف کے رہنماؤں کے خلاف ہنگامہ آرائی اور ان کی بے عزتی کرائی جائے۔ اس سلسلے میں جماعت اسلامی نے پیاسی کے زیر سایہ پی آئی اے میں مار دھاڑ کے لئے ایک گروپ بنایا ہے جس کو "یونین گروپ" کہا جاتا ہے جو مختلف شعبوں میں پیاسی کے مخالفین کو ڈراتا دھمکاتا رہتا ہے اس میں نشتر اشتی کے تربیت کرانے کے ماہر اور غنڈوں کو شامل کیا گیا ہے۔

۱۸ جنوری کو اس "یونین گروپ" نے جیٹ ہنگر میں کام کرنے والے ایک ملازم ملک اصغر پر حملہ کیا اور مارا پیٹا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اپنی جان بچائی بعد میں سیکورٹی نے مداخلت کی۔ جماعت اسلامی کی یونین پیاسی نے ملک اصغر پر الزام لگایا کہ وہ پستول لے کر کام کرنے آیا تھا سیکورٹی کے افسران نے موقع واردات پر ملک اصغر کی تلاشی لی مگر پستول نہیں مل سکا۔ اس واقع سے قبل بوئنگ ہنگر میں آگ لگنے کا واقعہ پیش آ چکا ہے۔

اخباری اطلاعات کے مطابق بجلی کا شارٹ سرکٹ سے آگ لگی تھی۔ لیکن اگر پی آئی اے کی انتظامیہ غیر جانبدار سے تحقیقات کرائے تو تمام حالات سامنے آ سکتے ہیں کیونکہ وہاں پر دو بوئنگ اور ایک ڈی سی ۱۰ کھڑا تھا اس طرح اس "یونین اسکواڈ" نے ایمپلائمینٹ دفتر میں اسٹینٹ ایمپلائمنٹ مینجر مسٹر ممتاز کی بے عزتی بھی کی

اس کے باوجود پی آئی اے انتظامیہ نے غنڈہ عناصر کی سرزنش کرنے یا ان سے جواب طلب کرنے کی ہمت نہیں کی حالانکہ پی آئی اے کی اعلیٰ انتظامیہ پیشہ ور افراد کے ہاتھوں میں ہے جنہوں نے اپنی سروس کا آغاز پی آئی اے سے کیا ہے۔ یہ لوگ تجربہ کار ہونے کے باوجود یونین اور جماعت اسلامی کے دباؤ کے پیش نظر بے بس نظر آتے ہیں۔

بقیہ :- مکتوب حیدرآباد

کئے بچوں کو کبھی داخلہ دیا جاتا ہے جس وجہ سے حیدرآباد شہر کے مستحق طلباء داخلے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس سال کالج کے چار سو داخلوں کے لئے تقریباً تین ہزار درخواستیں وصول ہوئی ہیں۔ اور اسی سال سے اس کالج میں بی ٹیک آنرز کی کلاسیں شروع ہوئیں اس لحاظ سے یہ پاکستان کا پہلا کالج ہے جہاں آنرز شروع ہوا ہے لیکن سہولتیں دینے کے لحاظ سے یہ کالج حکومت کی نظر میں سب سے پیچھے ہے شاید اس کی ایک وجہ سیاسی بھی ہے کیونکہ اس کالج کو تمام حکومتوں کے دور میں سیاست میں ایک اہم مقام حاصل رہا ہے اور جب سے یہ کالج قائم ہوا ہے اس میں رجعت پسند تنظیم اسلامی جمیعت طلباء کا کوئی صدر کامیاب نہیں ہو سکا ہے یہاں کے طلباء سیاسی طور پر باشعور ہیں اور وہ ملک کی سیاست پر گہری نظر رکھتے ہیں اور ملک میں ہونے والی کسی قسم کی تبدیلی پر خاموش نہیں رہتے ہیں۔

اس کالج کے مسائل کے بارے میں جب ہم نے کالج کے پرنسپل جناب ایس ایم مہدی سے رابطہ قائم کیا تو انھوں نے ہمیں بتایا کہ حیدرآباد میں ٹیکنیکل طلباء کے مسائل کو ٹیکنیکل بورڈ اور محکمہ تعلیمات بھی تشویش سے دیکھ رہا ہے اُنھوں نے بتایا کہ میں نے ایک تجویز ٹیکنیکل بورڈ اور محکمہ تعلیم کو بھیجی ہے۔ جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ حیدرآباد کے طلباء داخلوں کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایک نیا ٹیکنیکل کالج کھولا جائے۔ اس سلسلے میں ٹیکنیکل بورڈ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر بھٹی بھی دلچسپی لے رہے ہیں۔ کیونکہ حیدرآباد کی آبادی بڑھ گئی ہے اور اسکولوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے جس کے بعد لازمی ہے کہ حیدرآباد میں ایک نیا کالج قائم کیا جائے کیونکہ ہمارے کالج میں بی ٹیک اور بی ٹیک آنرز کا کلاسیں بھی شروع ہو چکی ہیں اور عمارت چھوٹی ہے۔ ہم نے اس سال بی ٹیک کی جو کلاسیں سیکرٹری تعلیمات۔ ٹیکنیکل سیکریٹری اور ڈائریکٹر ڈاکٹر بھٹی کے تعاون سے شروع کی ہیں۔ وہ پاکستان میں صرف ہمارے کالج میں ہیں بی ٹیک اسکیم کا پروگرام دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ بی ٹیک آنرز اور بی ٹیک سول، الیکٹریکل اور میکینیکل قائم ہوئی ہیں اس میں پوسٹ گریجویٹ کو داخلہ دیا جاتا ہے اسکیم ۸ لاکھ روپے سے شروع ہوئی ہے اور یہ اسکیم ایک کروڑ سے زائد کی ہو گی

ٹیکنیکل کالج کے طلباء کے مسائل کے بارے میں اس کالج کے صدر یونین صلاح الدین نے ہمیں بتایا کہ حیدرآباد کی شہر کی آبادی دن بدن بڑھ رہی ہے لیکن ٹیکنیکل کالج ایک ہے اور سیٹیں بھی وہی ہیں اس ٹیکنیکل کالج میں ٹیکنالوجی کا بھی اضافہ ہونا چاہیئے

انھوں نے کہا ہے کہ اس وقت جبکہ دنیا جدید سائنسی دور میں داخل ہو چکی ہے ہمارے کالج میں نئی مشینری کی بجائے پرانی مشینری استعمال ہو رہی ہے۔ جس سے ہمارے یہاں کے ان ڈپلومہ ہولڈرز کو جو بیرون ملک جاتے ہیں سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ بات ہمارے ملک کے لئے نقصان دہ ہے ہمارے ملک کی تعلیمی پالیسی میں ٹیکنیکل تعلیم پر زور دیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تعلیمی شعبہ کی ۸۰ فیصد رقم ٹیکنیکل تعلیم پر خرچ کی جائے گی لیکن تمام حکومتوں کی یہ باتیں اب صرف کاغذ کی حد تک محدود ہیں

اُنھوں نے کہا کہ ہمارے کالج میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی کمی ہے اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ خود اس لئے نہیں آتے کہ حکومت اُنہیں وہ مراعات نہیں دیتی جس کے وہ مستحق ہیں

انھوں نے کہا کہ ہماری ایک کامیابی یہ ہے کہ ہم نے ایران سے آنے والی ایک بس کو کالج کے لئے حاصل کر لیا ہے۔ یہ یونین کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اُنھوں نے الزام لگایا کہ بس حاصل کرنے کی جدوجہد میں اسلامی جمیعت طلباء نے ہمارا ساتھ نہیں دیا اور اب بس ملنے کا سہرا اپنے سر باندھنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں

اس کالج کی اسٹوڈنٹس یونین کے چیئرمین اور بی ٹیک کے طالب علم علی رضا زیدی نے ہمیں بتایا کہ جب ہمارے کالج کا افتتاح ہوا تھا اُس وقت کل نشستیں ۲۵۰ تھیں اور آج بھی اتنی ہی نشستیں ہیں جبکہ حیدرآباد کی آبادی کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔ اُنھوں نے مطالبہ کیا کہ ٹیکنیکل کالج میں کوٹہ سسٹم کو آبادی کی بنیاد پر کیا جائے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہماری یونین کو یہ فخر حاصل ہے کہ اُس نے پرنسپل ایس ایم مہدی اور ڈائریکٹر آف ٹیکنیکل بورڈ کے تعاون سے بی ٹیک کا مہران انجینئرنگ یونیورسٹی سے الحاق کرایا۔ علی رضا زیدی نے کہا کہ ٹیکنیکل کالجوں کے لئے اپنی علیحدہ ٹیکنیکل یونیورسٹی ہونی چاہیئے۔ جس طرح این ای ڈی کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا ہے اس طرح ہمارے کالج کو ٹیکنیکل یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے

بقیہ :- صورتحال

اپنے عوام کے ساتھ وہی پالیسیاں اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جو بڑی طاقتیں چاہتی ہیں اور اس طرح ان چھوٹے ممالک کی اندرونی پالیسیاں بھی انہی بڑے ممالک کی مرضی اور منشا کی تابع ہو کر رہ جاتی ہیں اور قومی اور عوامی مفادات ثانوی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں

چھوٹے ممالک پر بڑی طاقتوں کے بڑھتے ہوئے اس دباؤ کا مقابلہ حکمران صرف اس صورت میں کر سکتے ہیں جب ان کو اپنے ملک کے عوام کی مکمل حمایت حاصل ہو اور وہ عوام کے نمائندوں کو قومی فیصلوں میں شریک کریں ورنہ پھر بحرانوں کے یہ ہلال بنتے رہیں گے جو غیر جمہوری ملکوں اور ان کے عوام کو بڑی طاقتوں کے مفادات میں قربانی کی بھینٹ چڑھاتے رہیں گے کیونکہ غیر مستحکم جمہوریت بھی ایران کی مستحکم شہنشاہیت سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے جس میں یقین اور اعتماد کی فضا موجود ہوتی ہے اور جہاں معمولی سے معمولی تبدیلی کے لئے بھی ملک کے تمام عوام کو اعتماد میں لینا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ جمہوری ملکوں کی پالیسیاں ملک کے اندر اور باہر زیادہ با اعتبار ہوتی ہیں بہ نسبت غیر جمہوری ملکوں کی پالیسیوں کے کیونکہ انہیں صرف فرد واحد کی تبدیلی سے بدلا جا سکتا ہے جبکہ جمہوری ملکوں میں معمولی سے معمولی تبدیلی کا بھی ایک طے شدہ طریقہ کار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس بحرانوں کے ہلال میں کسی بھی جمہوری ملک کو شامل نہیں کیا گیا کیونکہ وہ ایسے لاوارث نہیں ہوتے ہیں کہ جن کو جب جو طاقت چاہے اپنے حلقۂ اثر میں شریک کر لے

بقیہ :- لوگو سنو

انو طنی کا جو ہر صرف انہی میں نہیں بلکہ ملک کے عام آدمی اور صحافیوں میں بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہے تو تیسری دنیا کے ان ممالک کی بہت سی بیماریاں دور ہو جائیں گی

تو اے لوگو۔ سنو، ہم تم سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر شیر محمد مری کا وہ انٹرویو ملک کے لئے خطرناک تھا (جبکہ ہم ایسا نہیں سمجھتے) تو کیا وجہ ہے کہ اس جرم پر ہمارا تو احتساب کرنے کے لئے پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس موجود ہے، جبکہ جس شخص نے یعنی شیر محمد مری نے یہ انٹرویو دیا ہے۔ وہ آج بھی آزاد ہیں اور یہی باتیں آج بھی کہہ رہے ہیں تو پھر حکومت اُن سے جواب طلب کیوں نہیں کرتی، ان پر کوئی قانون کیوں لاگو نہیں ہوتا۔ کیا محض اس لئے کہ ہمارے پیچھے کوئی طاقت نہیں ہے۔ کیا اس لئے کہ ہم نے بلوچستان کے اصل مسائل کی جانب شیر محمد مری کے انٹرویو کے ذریعہ نشاندہی کی تھی۔ کیا شیر محمد مری اس لئے آزاد ہیں کہ اُن کے پیچھے بلوچ عوام کی طاقت ہے

لوگو۔ یہاں ہمارا مطالبہ یہ نہیں کہ شیر محمد مری کے خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اس ملک کے بہی خواہ ہیں جب ہی تو جنرل ضیاء الحق نے عام معافی کے تحت انہیں آزادی دی ہے۔ بلکہ ہم تم سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا سندھ کے محکمہ داخلہ کی ہمارے خلاف یہ کارروائی مناسب ہے۔ آخر یہ کیسا جرم ہے کہ اس کی نشاندہی کرنے والا تو پکڑا جاتا ہے اس کا ارتکاب کرنے والا آزاد رہے۔ جبکہ ہمارا خیال ہے کہ نہ کوئی جرم کیا گیا ہے نہ کسی کی مخبری کی گئی ہے۔

سو اس صورت میں ہمارا اندازہ یہ ہے کہ وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہیں وہ بات ان لوگوں کو بہت ناگوار گزری ہے اور اسی ناگواری کی بنا پر شیر محمد مری کے انٹرویو کو بہانا بنایا گیا ہے۔

لوگو تمہارا کیا خیال ہے۔ ہمارا یہ اندازہ درست ہے نا۔ ہمیں ضرور مطلع کرو

بقیہ :- سیاستدان

انھیں کچھ نہیں معلوم کہ کیا بک رہے ہیں۔ کیا بک چکے ہیں۔ انہیں کچھ پتہ نہیں کہ ان کی پارٹی کے اصول کیا ہیں۔ پالیسی کیا ہے۔ وہ تو بس خود کو سیاسی پیمبر سمجھتے ہیں اور اپنی ہر بکواس کو الہامی پیغام قرار دیتے ہیں۔ گویا ایک طرح سے وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ پارٹی ان کی جیب میں پڑی ہے۔ میاں طفیل کے بیانات پر نظر ڈالئے۔ پیر پگارا کی باتیں چھچھوری لن ترانیاں، خان قیوم کی بڑیں اور مفتی محمود کے ہذیان کو دیکھ لیجئے۔ پتہ چلے گا کہ ان پر عالم جنون طاری ہے اور اسی جنون میں بس اپنی اپنی الاپ رہے ہیں۔ نہ یہ پتہ ہے کہ ان کی پارٹی کا موقف کیا ہے۔ نہ یہ علم کہ قومی اتحاد کا موقف کیا ہے۔ تو ایسے شخص کو جو کسی ضابطے کا پابند نہ ہو اور شتر بے مہار بن جائے اُسے سیاستدان کی کونسی اصطلاح میں کہا جاتا ہے علم سیاست کے ماہر اگر اس کا جواب دیں تو ہم کم علم لوگوں کا بڑا بھلا ہوگا۔

بقیہ :- راؤ اختر

آپ کے نزدیک یہ بات کہاں تک درست ہے؟

ج۔ خیال اپنا اپنا درست فیصلہ تو الیکشن ہی سے ہو سکتا ہے جس کے متعلق پاکستان پیپلز پارٹی کی مخالف جماعتیں مثبت نتائج کی توقع نہیں رکھتیں ویسے بھی پاکستان پیپلز پارٹی واحد پارٹی ہے جب کہ قومی اتحاد مختلف جماعتوں پر مشتمل جوڑ جوڑ کا مربہ ہے یہ ایک چڑیا گھر ہے جس میں طرح طرح کے جانور بند ہیں جو اپنا اپنا راگ الاپ رہے ہیں قومی اتحاد ایک جماعت نہیں ہے جیسا کہ حالات سے ظاہر ہے

س۔ کیا آپ اس وعدے پر یقین کرتے ہیں کہ عام انتخابات اسی سال ہوں گے؟

ج۔ وعدے تو بہت ہوئے ہیں لیکن تاحال پورا ایک بھی نہیں ہوا جہاں تک انتخابات کے مثبت نتائج کی شرط پر الیکشن کا وعدہ ہے تو پھر کیا کہا جا سکتا ہے کہ الیکشن کب ہونگے الیکشن کے نتائج کی پیشگی خبر کیسے مل سکتی ہے

س۔ جب پیپلز پارٹی کے کچھ کارکن قائد عوام اور جمہوریت کے لئے اپنے آپ کو خود سوزی کے لئے پیش کر رہے تھے تو اسوقت اصغر خان نے بیان دیا تھا کہ پیپلز پارٹی کے لیڈر آگے آئیں اور خود کو خود سوزی کے لئے پیش کریں اس کے جواب میں آپ کیا کہیں گے؟

ج۔ خود سوزی دل کی ہیجانی کیفیت کا نتیجہ ہے جو قائد عوام کے ساتھ کارکنوں کی دلی محبت کا ثبوت ہے خود سوزی کے لئے کسی کو تیار کرنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے لاکھوں روپے کے عوض بھی کسی کی زندگی نہیں خریدی جا سکتی جہاں تک لیڈروں کے آگے آنے کا تعلق ہے تو اصغر خان صاحب فرمائیں کہ جب وہ قومی اتحاد میں تھے اور بھٹو کے خلاف قومی اتحاد کی تحریک میں پیش پیش تھے اور بقول خود ان کے بے شمار کارکنوں نے جانی قربانیاں دیں تو اسوقت خود اصغر خان یا ان کے علاوہ قومی اتحاد کے کسی اور لیڈر نے خود کو جانی قربانی کے لئے پیش کیوں نہ کیا؟ جبکہ عام کارکن اور غریب لوگ لاٹھیاں اور گولیاں کھاتے رہے اصغر خان صاحب اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں

س۔ کیا سیاسی قیدیوں کو جرم ثابت ہونے پر کوڑے مارنا درست ہے؟

ج۔ کوڑے مارنا، اسلامی تعزیرات میں شامل ہے اور کوڑے صرف شراب پینے والوں اور زنا بالجبر اور گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگوں کو مارے جاتے ہیں سیاسی قیدیوں کو یہ سزا دینا سراسر ظلم ہے اور ناانصافی ہے اس ترقی یافتہ دور میں سیاسی قیدیوں کیساتھ یہ سلوک باعث شرم اور بدنامی ہے

س۔ موجودہ حکومت کو پیپلز نام سے چڑ کیوں ہے؟

ج۔ پیپلز کے معنی عوام کے ہیں۔ عوام کی جانب سے مثبت نتائج کی امید نہیں ہے اور موجودہ حکومت کو مثبت نتائج مطلوب ہیں پھر اختلاف تو لازمی امر ہے اس کے علاوہ چونکہ موجودہ حکمرانوں نے حکومت پیپلز پارٹی سے چھینی ہے اسی لئے خود پیپلز پارٹی اور اس سے تعلق رکھنے والی ہر چیز سے انہیں خطرہ لاحق ہے

بقیہ :- سرگودھا

صنعتوں کے ملازمین کے زیر کفالت افراد پر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر پابندی کی مذمت

قبل ازیں قائم مقام سیکریٹری جنرل نے طلبہ اور خواتین کے وفود سے الگ الگ ملاقاتیں کیں خواتین کے وفد کی قیادت بیگم نور جہاں توفیق سابق ایم پی اے نے کی اور چیئرمین بھٹو کے لئے خواتین کے پرعزم خیالات سے انہیں آگاہ کیا اور قائد عوام کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کا عہد کیا۔

آزادی کی کہانی میری زبانی

سوانح سردار عبدالرب نشتر

تالیف آغا مسعود حسین

چند عنوانات

- پختونستان کا خیال گاندھی کا تھا یا مہرو کا؟
- بند کمرے میں غفار خان اور قائد اعظم میں کیا باتیں ہوئیں
- گاندھی جی صوبہ سندھ میں اسلامی تعلیم کے کیوں خلاف تھے
- قائد اعظم نے لارڈ پیتھک لارنس کو کیوں ڈانٹا
- اس کے علاوہ تاریخ کے بے شمار واقعات جو اس سے پہلے قلم بند نہیں کئے گئے

قیمت :- ۲۵ روپے

صفحات :- ۱۹۲

پرنٹنگ آفسٹ

کاغذ :- ۲۳×۳۶×۱۶

جلد ہی اپنی کاپی حسب ذیل پتہ پر بک کرائیں

طاہر نیوز ایجنسی

ہارون چیمبرز - الطاف حسین روڈ کراچی

ٹیلیفون - 230245 و 228379

WEEKLY **RAZDAN** KARACHI REGD. NO: S.2790

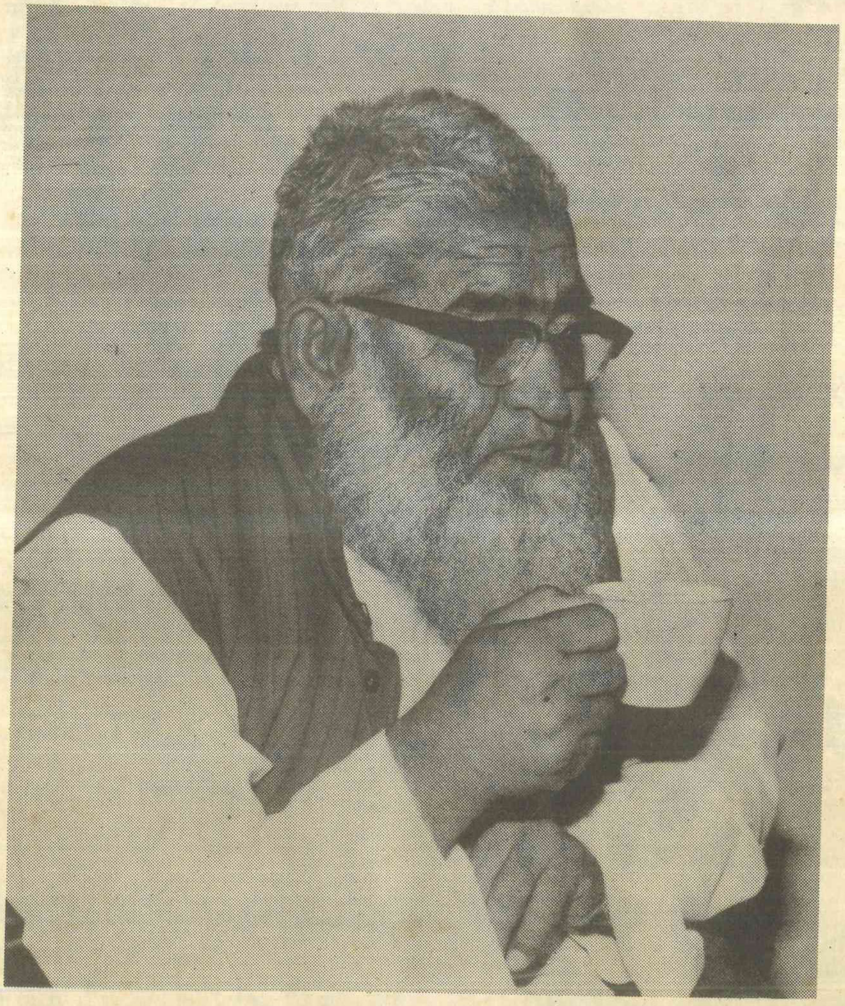

تمام پابندیوں، قوانین اور ضابطوں سے
مستثنیٰ سیاست دانوں کے قائد ——— مولانا مفتی محمود